

عقائد کونین

مفتی محمد فہید مصطفائی

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَافِرِ الْغَالِيَةِ يَا مَعْزِلُ الْاَلَةِ

ہر حافظ، ہر قاری، ہر گھر، ہر سکول، ہر مکتب، ہر جامعہ اور ہر مسلمان
کیلئے ضروری رسالہ

عقائد کو تیز

ترکیب:

محمد فہیم قادری مصطفائی

صدر مدرس جامعہ المصطفائی

ناشر:

مکتبۃ النعمان ونیہ والہ گوجرانوالہ

بسم الله الرحمن الرحيم

[جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں]

نام رسالہ

معارف

مؤلف

محمد نعیم قادری مسکنی 4438838-0300

پہلا ایڈیشن

حجم 2009ء تعداد 1000

دوسرا ایڈیشن

نمبر 2009ء تعداد 1000

تیسرا ایڈیشن

دسمبر 2009ء تعداد 1000

چوتھا ایڈیشن

فروری 2010ء تعداد 1200

پانچواں ایڈیشن

مئی 2010ء تعداد 1100

چھٹا ایڈیشن

جولائی 2010ء تعداد 1200

ساتواں ایڈیشن

اگست 2010ء تعداد 2200

آٹھواں ایڈیشن

نومبر 2010ء تعداد 1200

نواں ایڈیشن

{ ملنے کے پتے }

مکتبہ قادریہ سیالہ مصطفیٰ چک گورنمنٹ کراچی کراچی پک شاپ لاہور
 مکتبہ اعلیٰ حضرت جامعہ دارالکتاب لاہور، مسلم کراچی
 مکتبہ جلالہ ویرا مستقیم نوادر چک گورنٹ مکتبہ مصطفیٰ
 مکتبہ مصطفیٰ احمدیہ عربیہ انوار گورنمنٹ مکتبہ ورا اعظم دارالکتاب لاہور
 مکتبہ المست احمدیہ نوادری گیت لاہور مکتبہ جمال کرم دارالکتاب لاہور
 مکتبہ خانے مصطفیٰ دارالاسلام چک گورنمنٹ مکتبہ نواح گورنمنٹ مکتبہ قادریہ لاہور

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	توحید و ترک	4
2	طبع قیوم مصطفیٰ	5
3	فیضان سے استغاثت (دہانہ)	8
4	نماز و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	10
5	حیات انبیاء و آیات علیہم السلام	13
6	حقائق و حیل	15
7	اختیارات مصطفیٰ	18
8	ماضی و قرآن	21

9	توحید مصطفی ﷺ	24
10	مزارِ اربعہ ائمہ و جعفری	26
11	انگوٹے پر تہکم	27
12	نکاح سے قبل رجوع کا حکم	29
13	گیاہ و پودے پر شرب و طہر کا حکم	32
14	ایصالِ ثواب کا حکم	35
15	نماز کے بعد ایسا دانے دار کرنا	37
16	زنجیر پر تہکم	38
17	توقیف الیہ تہکم	40
18	تیرا تہکم ہی صحت ہے	42
19	آئینہ استیجہ کا حکم	44
20	ماہِ طہر و راجع	47

ق توحید و شرک ق

سوال 1: توحید کسے کہتے ہیں؟

جواب: سواۓ خدا اور معبودِ الٰہی کے سوائے کسی اور کو تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شرک کرنے سے پاک و مبرا توحید ہے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی ہی کسی اور کو تعالیٰ کا علم و حکمت و قدرت و غیرہ جس صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ کسی کی نہیں۔ یہ عقیدہ کہ توحیدِ ہادی تعالیٰ ہے۔

سوال 2: شرک کی کیا تعریف ہے؟

جواب: شرک کسی معبودِ کذاب شرع و احکام سے جس معصیت و طاعت کا تعالیٰ فرماتے ہیں:

{ اَلَا تُدْرِكُ الْهٰۤؤُلَاءِ اَلْبَنَاتُ الشُّرٰۤىكُ هِيَ اَلْاَلٰہُ الْهٰۤیۡۃُ بِمَعْنٰی وَاٰجِبُ الْاَلٰہُ وَاِذَا كُنَّا لِلْخٰۤفِیۡۃِ سَاۤءَ بِمَعْنٰی اِسْتِغْفَاۤیَ الْوَنٰۤا فَاَتٰ كُنَّا اَلْعَبْدُ الْاَضْمَامُ } [شرع: ص ۱۰۰]

ترجمہ: ”شُرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو واجب الوجود مانا جائے اگر لوگوں کا عقیدہ ہے یا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو کوئی مہارت چاہا جائے کہ بت پرستوں کا عقیدہ ہے۔“

سوال: ۳: واجب الوجود کا کیا مطلب ہے؟

جواب: واجب الوجود ایک ایسی ذات جو اپنے وجود ہونے میں کسی کی محتاج نہ ہو اور نہ اس کی ابتداء ہو اور نہ اختتام۔

اب اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ جسے اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے، اسی طرح کوئی اور ذات مخلوق کی مدنی و غیرہ واجب الوجود ہیں تو ایسا شخص شرک ہوگا۔

تذکرہ: المخلوقات مسلمانوں میں سے کوئی شخص بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ کوئی ہی یا اول و اخیر و اللہ تعالیٰ کی طرح واجب الوجود ہے۔

سوال: ۴: شرک کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: شرک کی دو قسمیں ہیں:

(۱): شرک فی الذاات (۲): شرک فی الصفات

(۱): شرک فی الذاات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات میں کسی دوسری ذات کو شرک مانا یعنی جیسی ذات خدا کی ہے، وہ کسی کوئی اور ذات ہے۔

(۲): شرک فی الصفات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات عالیہ میں سے کسی صفت میں کسی غیر کو شرک مانا یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، ویسے ہی کسی دوسرے میں صفات مانا۔

سوال: ۵: صحیح و صحیحہ و اللہ تعالیٰ کی کئی صفات ہیں اور کئی صفات دیگر بدوں میں بھی پائی جاتی ہیں تو کیا یہ شرک ہوگا؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے لئے یہ صفات ذاتی ہیں جبکہ بدوں میں یہ صفات اللہ تعالیٰ کی صفات سے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کیلئے یہ صفات ذاتی انہی ہیں جبکہ بدوں کیلئے یہ صفات عارضی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کسی کا محتاج نہیں جبکہ بد سے اپنی صفات میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، لہذا ایسا کہنے سے شرک لازم نہیں آئے گا۔

فی علم غیب مصطفیٰ ﷺ

سوال ۱: رسول اکرم ﷺ کے غیب کا علم ہونے کے بارے میں اسلام کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: رسول اکرم ﷺ کے علم غیب کا تصور صحیح ہے۔

[۱]: قرآن و سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو دیگر انبیاء و کرام کو بعض غیب کا علم دیا اس بات کا منکر کا فر ہے۔

[۲]: اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کلی علم غیب دیا ہے اور حضور ﷺ کا علم ساری مخلوقات الہی کا انبیاء و کرام علیہم السلام سے بھی زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو پانچ نعموں میں سے بہت سی جزئیات کا علم یعنی قیامت کا علم کہ کب ہوگی، تمام گزشتہ اور آئندہ ہونے والے واقعات کا علم، حقیقہ و سوانح اور قرآن مجید کے سارے تفصیلات کا علم دیا، اس قسم کے علم غیب کا منکر وہ ہے، مگر وہ اور یہ غیب ہے کہ سمجھنا اور سمجھنا مشکل ہے۔

سوال ۲: قرآن مجید سے حضور ﷺ کے علم غیب پر چند آیتیں نقل کریں؟

جواب: قرآن مجید سے ۳ آیات بطور مکمل نقل کی جاتی ہیں۔

[اصول: ۱]

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الْغُيُوبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَخْتَصِنُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ هَادٍ﴾

ترجمہ: ”اور اللہ کسی پر ظاہر نہیں کرے گا اسے عام لوگوں کا علم غیب کا علم ہونے سے، پس اللہ تعالیٰ اپنے

رسولوں میں سے جسے چاہے ظاہر فرمائے۔“ (المؤمنہ: ۲۷)

فائدہ: اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو بعض علم غیب عطا فرماتا ہے۔

[اصول: ۲]

﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾ (الہادی: ۱۰)

ترجمہ: ”اور تم کو سکھایا جو تم نہیں جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔“

فائدہ: اس آیت کریمہ کے تحت گھبر، بھٹی، گھبر، کیر، گھبر، خاوی، گھبر، طری، اور دیگر صحیحہ و غیر

صحیحہ بات سمجھ رہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو جو علم عطا فرمایا، اس علم غیب اور احکام و دین

ہے۔ (گھبر، بھٹی: ۸۷) (گھبر، کیر: ۳۷) (گھبر، خاوی: ۳۷) (گھبر، طری: ۳۷) (گھبر، گھبر: ۳۷)

[اصول: ۳]

{وَمَا ظَنُّهُ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ} [اشعر: ۳۰، ۳۱]

ترجمہ: ”اور یہ کی غیب بتانے میں جھکی نہیں۔“

فائدہ: تمہیر بچاؤ، تمہیر دانی میں ہے کہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا اور حضور ﷺ اس علم غیب کو چھپاتے ہی نہیں تھے بلکہ سچا کہرام بھی بتاتے تھے۔ (تمہیر دانی: ۱۶۶، ۱۶۷) (تمہیر دانی: ۱۶۷، ۱۶۸)

سوال: ۳: رسول اکرم ﷺ کے علم غیب پر چند ستر اہادیہ مبارک کونسی کریں؟

جواب: اہادیہ مبارک میں سے وہ احادیث اور روایات کی جاتی ہیں۔

[مطیل: ۱]

{عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْوَلِيدِ يَقُولُ فَمَنْ يَزِيحُ الشَّيْءَ عَنْ طَارِقِ

عُمَرَ مَا عَنْ بَدَأِ الْخَلْقِ عَنِ ذَهْلِ أَهْلِ الْجَلَّةِ طَارِقُ الْخَمْرَةِ وَأَهْلُ الشَّامِ طَارِقُ الْخَمْرِ}

{بکھاری: کتاب دین الحق، باب رسول اللہ ﷺ اور ان کی بیعت، ص ۳۴}

ترجمہ: ”حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اکرم ﷺ حارے، درمیان کھڑے ہوئے، دیکھی میں اتنا اے خلق کی خبر دی، یہاں تک کہ باقی لوگ اپنی جگہوں میں چلے گئے اور باقی لوگ اپنی جگہوں میں (تک میں اتنا اے خلق سے لے کر تمام کے بعد تک کے تمام اہل امت کی خبر دی۔

فائدہ: اس حدیث مبارک سے یہ بات خارج ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو حقوق کے

پورا کرنے سے لے کر تمام امت کے بعد تک کے تمام اہل امت کا علم عطا فرمایا تھا اور حضور ﷺ نے یہ علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی عطا فرمایا۔

[مطیل: ۲]

{عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: قَالَ نُبَيْهِ بْنِ جَبَلَةَ: «فَمَا ظَنُّهُ؟»

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: «فَمَا ظَنُّهُ؟» (أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: «فَمَا ظَنُّهُ؟»)

ترجمہ: ”روایت اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ میرا ظہر یہاں (ساتھ ساتھ) ہے، میں اللہ

کی قسم اٹھ رہا ہوں کہ اللہ اور حضور پا شہد نہیں ہے، یہ شک میں اپنے پیچھے سے تمہیں ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے میں تمہیں (ساتھ ساتھ) دیکھتا ہوں۔ {بکھاری: کتاب حضور، باب مکتوبات، ص ۱۶۷، ۱۶۸}

فی غیر اللہ سے استعانت فی

مسئلہ ۱: کیا انبیاء کرام بخلاف مقام سے مصیبت کے وقت مدد مانگا جائے؟ قرآن وحدت کا اس بارے کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن وحدت کی تصریحات کے مطابق انبیاء کرام و اولیاء مقام سے مدد مانگا جائے ہو گا اس کا عقیدہ یہ ہو کر چلتا اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ملتا ہے۔ دیکھو یہ لغوی قدس ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہی مدد کرتی ہیں اور ہر ذی شعور مردہ جس کوئی لڑائی نہیں لیتی انبیاء و اولیاء زائد ہوں یا دنیا سے رخصت ہو جائیں وہاں صورتوں میں ان سے مدد طلب کرنا ہوا ہے۔

مسئلہ ۲: غیر اللہ سے مدد مانگنے کے لئے قرآن مجیم سے چند آئی ہیں کریں؟

جواب: قرآن مجیم سے 3 آیات اللہ کی عطا کی ہوئی ہیں۔

[مطیل: ۱]

[قَالَ جِبْرِيلُ لَنْ مَزَالَهُ لِقَوْلِهِ رَبِّنَا مَنْ أَنْصَارُ إِلَى اللَّهِ، قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ]

ترجمہ: ”حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ میں ہے جو اللہ کی طرف میری مدد کرے گا تو حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔“ [مطابق صحیح مسلم]

فائدہ: اس آیت کے بعد میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے مدد طلب کی تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔ وہ جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔

[مطیل: ۲]

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِأَبِي الصُّلُوقة]

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تمہارا اور میرا مدد طلب کرو۔“

فائدہ: یہ کہ اگر غیر اللہ سے مدد طلب کرنا مطلقاً حرام ہو تو اللہ تعالیٰ کی بھی ایسی باتیں نہ ہوتیں۔ خدا کا کہنا اور میرا کہنا ایک ہی بات ہے۔

[مطیل: ۳]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(کا مسلم کتاب صلوٰۃ باب فضل صلوٰۃ، ص ۱۳۳)

ترجمہ: ”حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اگلا برس میں لے لیا کہ میں جنت میں آپ کا بدن لگاؤں تو آپ نے یہ چما کر کیا اس کے علاوہ کچھ چاہیے، میں نے عرض کیا کہ صرف یہی تو فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھڑے کھڑے سے اپنے گھس کے طحال میری مدار لیتی اپنے مطلب کے حصول کیلئے سیدوں کی کھڑت کر۔“

فائدہ: اس حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ اگر غیر اللہ سے دعا مانگا تو شک ہوتا اور حضور ﷺ بھی بھی اپنے بارے میں نہ کہنے کو مجھ سے مانگ اور کبھی بھی کوئی حضور ﷺ سے جنت میں آپ ﷺ کے بدن کا سوال نہ کرتے بلکہ اس بات کی داغ بیل سے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیر اللہ مدد کر سکتا ہے۔

فی تدایو یا رسول اللہ فی

سوال: ۱: رسول اکرم ﷺ کو یا رسول اللہ کہہ کر پھانسنے کے بارے میں قرآن و سنت کا کیا حکم ہے؟
جواب: رسول اکرم ﷺ اور یا غفریک سے مانگ کی تاہری دعائی یا بعد از وقت شریف غور و فکر سے عرض کرے یا رسول اللہ یا ایک جماعت مل کر ضرور رسالت یا رسول اللہ لگائے یہ سب صورتیں قرآن و سنت کی روشنی میں جائز ہیں اس سے شرک لازم نہیں آتا۔

سوال: ۲: قرآن کریم سے دعا یا رسول اللہ پر چند لائنیں لکھ کر پڑھ کر؟
جواب: قرآن مجیم سے ایسا دعا کرے یا رسول اللہ کی جاتی ہیں۔

[عبداللہ: ۱]

(لَا تُقَالُ: اِنْفَا آتَى الرَّسُولَ مِنْكُمْ كَذَا آتَى نَفْسُكُمْ نَفْسًا) [ص ۳۳، پ ۱۳۳]

ترجمہ: ”تم رسول ﷺ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آئیں میں ایک دوسرے کو پھانسنے سے۔“
فائدہ: اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر جلالین، تفسیر صادی، تفسیر جامع البیان، الطبری، التفسیر محل اور تفسیر بیضاوی میں ہے کہ حضور ﷺ کا نام لے کر یا نہ کہتے! کہنا اور کثرت کے ساتھ یا انا الفاعل کہہ کر پکارنا ناجائز ہے بلکہ اس پر اور تعظیم ہے کہ حضور ﷺ کو آپ کی حیثیت میں اور بعد از وقت ہر حالت میں یا رسول اللہ! یا حبیب اللہ! کہہ کر پکارا جائے۔

[تحریر چندی ۱۳۵۳ھ] [تحریر چندی ۱۳۵۳ھ] [تحریر چندی ۱۳۵۳ھ]

ابن کثیر غور بات پر ہے کہ مفسرین کرام نے اپنا یہ عقیدہ حضور ﷺ کی روایات ظاہری کے بعد اپنی تفسیر میں لکھا ہے، اگر حضور ﷺ کو ہر مومن کا کہہ کر پکارنا صرف حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں ہی جائز ہوتا اور بعد از وفات ظاہری جائز نہ ہوتا تو یہ تمام مفسرین اپنی کتب تفسیر میں بھی یہ عقیدہ نہ لکھتے بلکہ یہ وضاحت کرتے کہ اب حضور ﷺ کو ہر مومن کا کہہ کر پکارنا صحیح ہے حالانکہ یہ کسی ایک مفسر نے بھی نہیں کہا جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضور ﷺ کو اب بھی ہر مومن کا کہہ کر پکارنا صرف جائز بلکہ تعظیم و ادب کا تقاضا بھی ہے۔

سوال: 3: عبادہ و رسول اللہ پر انعام و مہار کہہ کر سے چند روایات نقل فرمائیے؟
جواب: انعام و مہار کہہ کر سے ہزاروں روایات نقل کی جاتی ہیں۔

[محلہ: ۱]

تمام دنیا کے بڑے بڑے محدثین مثلاً امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ وغیرہ سب نے لکھا ہے کہ ناذ کے لشکر میں یہ کلمات پڑھے جائیں گے: (السلام علیک یا نبی اللہ) اور بڑے بڑے محدثین نے لکھا ہے کہ اس کو حکایت کے طور پر نہ پڑھے بلکہ اعتقاد کا ارادہ کرے (یعنی یہ تصور کرے کہ حضور ﷺ میرے سامہ کھڑے ہیں) اگر حضور ﷺ کو [یا] کے ساتھ پکارنا حضور ﷺ کی ظاہری زندگی کے ساتھ ہی خاص حد تو پھر تمام محدثین اس کو اپنی کتابوں میں ذکر نہ کرتے، لیکن آج تک کسی محدث کی یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس بات کا انکار کرے، لہذا حضور ﷺ کی ظاہری روایات کے بعد بھی آپ کو ہر مومن کا کہہ کر پکارنا صحیح ہے۔

[محلہ: ۲]

(عن علی بن ابی طالب عن رسول اللہ ﷺ لم تکن تأخذ من الظاہی
أجبتہ بأعلیٰ منہم یا رسول اللہ ﷺ) (مجموعہ اصحاب و اصحاب علی بن ابی طالب عن رسول اللہ ﷺ)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں دو مرتبہ دعا تھا جو کہی کہ کو نہ ملتا تھا، میں میں صحیحی کے وقت حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوتا اور میں کہتا: السلام علیک یا نبی اللہ (تمام اصحاب یہ اسے لکھ کر لے گئے)۔

خلاصہ: اس حدیث مہار کہہ کر سے بھی ۲۰ روایات ہیں کہ حضور ﷺ کو یا نبی اللہ کہہ کر پکارنا حضرت

علیؑ کی سخت مہارت ہے۔

[حلیلہ: ۳]

[عَنْ عَلِيٍّ ابْنِ حُنَّالٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ بِمَكَّةَ فَتَرَجَعْنَا فِي بَعْضِ نَهْجِنَا فَمَا السَّخَابَةُ بَيْنَ رَجُلٍ وَآخَرَ فَسَمِعْتُ أَنَّهُ قَالُوا: الشَّلَاةُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ!]
 (ابن حجر عسقلانی، مناقب علیؑ، ص ۱۰۰)

”توجہ:“ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا کہ ہم مکہ کے گرد و اطراف میں گئے، یہیں ہم جس درخت اور حجر کے پاس سے گزرتے، وہی سے آواز آتی: اللہ علیہ السلام علیہ! (اسلام آباد پریسنگ ہاؤس کے مطبعہ کے رسول اکرم ﷺ نے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں ہے۔)
 فائدہ: اس حدیث سے ہمیں پتہ چلا کہ رسول اکرم ﷺ کو یہ رسولی اللہ کی طرف سے پہنچا رہا ہے۔

[حلیلہ: ۴]

[قَالَ وَاسْمُ عَلِيٍّ : إِذَا ضَلُّوا أَخَذَكُمْ مِنْ عَمِي الطَّرِيقِ أَنَّهُ إِذَا ذَعَبْنَا وَهَبْنَا بِأَرْضِ لَيْسَ مِنْهَا أَيْسَرُ فَلْيَقُلْ يَا جِبَاءَ هَلْ هُوَ أَجْمَعُ نَبِيٍّ وَبَيْنَ رَجُلَيْنِ أَوْ بَيْنَ نَبِيٍّ فَإِنَّ بَيْنَهُمَا خَلْقًا لَا تَرَاهُ نَفْسٌ]

”رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی راستہ بھول جاتے یا وہ لگن زمین پر ہے جہاں اس کا کوئی ساتھی نہیں اور اسے وہ کی ضرورت ہے تو وہیں کہیں اسے آتش کے جھنڈے یا پھر آواز کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے لیے سے بھی تم کو ہمیں دیکھتے۔“

(الحکم بکری، ص ۱۰۰) [۱] (مناقب ابوبکر، ص ۱۰۰) [۲] (سلف علیؑ، ص ۱۰۰) [۳] (مناقب علیؑ، ص ۱۰۰)

فائدہ: حنفی شریعت میں فرماتے ہیں کہ کلمہ اکرم نے کہا ہے کہ یہ حدیث سچ ہے، آپ ہی (یا جیباء اللہ! جیباء) کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ان رشتے یا مسلمان جن یا مسلمانوں کی طرف سے ہیں جن کو ایسا کہتے ہیں۔ لیکن اگر وہ کلمہ اکرم اس حدیث سے پتہ چلا کہ غیر اللہ کا فضل (یا) کے ساتھ اللہ کے طور پر پکارنے کا خود حضور ﷺ نے تم کو ارشاد فرمایا ہے۔

فِي حَيَاتِ أَنْبِيَاءِ وَأَوْلِيَاءِ قِي

سوال: 1: کیا انبیاء کرام و اولیاء عظام دُعا سے بچے جانے کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں؟ اس کے بارے قرآن و سنت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: حیاتِ انبیاء کے بارے قرآن و سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام بالخصوص و سب اکرہم حیاتِ حقیقی اور مسمانی کے ساتھ اپنی قوم میں زندہ ہیں، اپنی اورانی قوم میں اللہ تعالیٰ کا یہ عبادت کی کھاتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، سختے ہیں، دیکھتے ہیں، مہانتے ہیں، کلامِ قرآن پڑھتے ہیں اور سلام کرنے والوں کا جواب دیتے ہیں، میں طرف چاہے صرف فرماتے ہیں اور اپنے امتیجوں کے اعمال ملاحظہ کرتے ہیں، ان کی حیاتِ شہداء سے ان کی انش اور ان کی ہے۔

سوال: 2: حیاتِ انبیاء پر قرآن حکیم سے دلیل ملتی کریں؟

جواب: قرآن حکیم سے ایک آیت کریمہ اور دلیل ملتی کی جاتی ہیں۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

{وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۚ اِنَّهُمْ اَمَّا اَنْتَ اَوْ اَمَّا اَبْنَاؤُكَ} [سورۃ ابراہیم: 18]

{وَلَا تَحْزَنْ}

ترجمہ: ”اور جو لوگ ان کی راہ میں شہید کر دیئے جائیں، تم ان کو مردہ نہ مانتے ہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس بذوقِ پائے ہیں۔“ [المری: 18]

تفصیل: جب حضور ﷺ کے امتیجوں میں سے کوئی شہید ہو جائے تو اس کے زندہ ہونے کی گواہی قرآن سے دیا ہے تو پھر انبیاء کرام اور خصوصاً رسول اکرم ﷺ کا ہر جو سب امتیجوں سے جدا کر کے تو ہم آپ کیوں زندہ نہیں گے۔

ہام احمد و ابی یحییٰ و امام طبرانی و امام حاکم نے مصدک اور امام ترمذی نے دلائل الخیرۃ میں انہی مسند سے بیان کیا ہے کہ میں اس بات پر (۹) دلائل قسم اٹھاتا ہوں کہ انبیاء کرام حضور ﷺ کو شہید کیا گیا ہے، لیکن حضور ﷺ کے شہید نہ ہونے پر صرف ایک دلائل قسم اٹھاتا ہوں کہ حضور ﷺ کی وفات اسی دہر کے آخر سے ہوئی تھی، بخیر کے موقع پر بخیر کی طرف سے آپ کو پکارا گیا تو اس دہر کی وجہ سے آپ کی موت واقع ہوا، اسی واقعہ کی آپ اس کے بارے میں خود ہم تک ایک گزروا تھا، لہذا آپ کی موت بھی شہادت کی ہے اور شہید کے زندہ ہونے کی قرآن پاک نے صراحت کر دی ہے۔

سوال: 3: حیاتِ انبیاء پر چھ احادیث صحیحہ مبارکہ اور دلیل ملتی کریں؟

جواب: اناج پر کم کرکے سے 3 اناج پر انورٹل ٹیبل کی مدد کی ہے۔

[1: 1]

[عن أنس قال قال رسول الله ﷺ: عززت على من سئىء فلو بضلن من قلوبهم]

[Faint, illegible text]

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا تو وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔“

فائدہ: اس صوفی مہاک سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اٹھ کھانی کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی اہرم مہاک میں رہتے ہیں اور نہ ان کو خدا فرماتے ہیں۔

[F: 11.1.1.1]

[عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَعْلَى نِيَابِي الَّذِي فِيهِ رَسْمُهَا أَلْبَسُوهُ]

وَأَنِّي وَأَصْبَحُ نَذِيرٌ ۖ إِنَّمَا إِلَهُ بَيْنِي وَبَيْنَ قَوْمٍ أَنقَضَ ذِكْرُ هَٰؤُلَاءِ إِنَّهُمْ عَنْ عَذَابِي مُنْتَقِمُونَ ۚ

(۱) وَأَنَا مُعْطِيهِ دَعَايَ عَلَى قَوْمِي خِيَارًا مِمَّنْ عَمِلُوا
(ما قبل البقرة) کتاب محرم الحرام ۱۳۷۵ (۱۳۷۳)، المجلد الرابع، باب في التوبة والحمل (ص: ۱۵۴)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے اس بھراؤ اقدس میں داخل ہوتی تھی جس میں رسول اللہ ﷺ عریان اور نام نہان تھے تو میں یکہ پردہ کا انجام کرتی تھی جس پر دل میں کتنی تھی کہ یہ تو میرے خاوند ہیں اور میرے میرے باپ ہیں (یعنی عمل پردے کی ضرورت نہیں ہے) البتہ جب اس گھر میں حضرت عمرؓ عریان ہوئے تو میں بغیر انگلی طرہ پردہ کے ہرگز نہ داخل ہوتی حضرت عمرؓ سے جواب کرتے ہوئے۔

فائدہ: اس سبابت سے ثابت ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کایہ عقیدہ تھا کہ اہلِ قور
دیکھتے ہیں، اور کھن گھن کر سوال اٹھاتے اور صدقِ اکبر ﷺ کو توبہ زیادہ دیکھتے ہیں لیکن ان سے
پردہ کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ ایک ان کے شوہر اور ایک باپ تھے لیکن حضرت عمرؓ کے دونوں ہونے کے
بعد باقاعدہ پردہ کر کے پہلی قمیض میں سے یہ عقیدہ نکھر کر سامنے آیا کہ عیوہ کرہا عیوہ کرہا یعنی خود میں
حیات الہیہ اور ازلیہ کو دیکھتے ہیں۔

W

[عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ عَلَى النَّبِيِّ أَنْ يَأْكُلَ الْخُبْزَ إِلَّا تَحِيَّاتُ الْفَقِيرِ]

[مترجم: نبی کریم ﷺ کو کبھی کبھار کھانا بھی ملتا ہے۔ جو مسکینوں کی تحیات کے لئے ہے۔ ان کے لئے کھانا بھی آتا ہے۔] [۱۰]

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ وہ آنچھا کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے، لیکن اللہ کا فیضان ہوتا ہے ان سے بڑی دریا جا سکتا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث مبارک کو صحاح ستہ میں سے کئی کتابوں میں نقل کیا گیا جس میں حضور ﷺ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ تمام آنچھا کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

حقیت و وسیلہ

سوال: ۱: اپنی دنیاوی و اخروی حاجات کے پورا کرنے کے لئے آنچھا کرام ہادیا و مقام کا وسیلہ بنیں کرنے کے بارے میں قرآن و سنت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اپنی دنیاوی و اخروی حاجات کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آنچھا کرام ہادیا و مقام کا وسیلہ بنیں کرنا قرآن و سنت کی روشنی میں جائز ہے اور اس عمل کے جائز ہونے پر مجدد مہر شین و مفسرین کا اجماع ہے۔

سوال: ۲: قرآن پاک سے وسیلہ کے حوالے کئی دلیل ملتی فرمائیے؟

جواب: قرآن مجید سے ۲ آیات بطور دلیل قرآن کی ہائی ہیں۔

[سورہ: ۱]

[وَلِلَّهِ الْخَلْقُ الْأَمَلُ ۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۚ قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهُ ۚ فَاسْتَغْفِرْ لَهُ اللَّهُ ۚ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ اللَّهُ ۚ]

[سورہ: ۱۰۰-۱۰۱]

ترجمہ: ”اور اللہ ہی کا واسطہ ہے سب کچھ، نہ کوئی اور۔ اعلیٰ و بزرگوار۔ جس نے اپنے آپ کو پاک کر لیا، وہ کامیاب ہو گیا۔ پس اللہ ہی کے واسطے سے اس کی مغفرت ہو، اور اللہ ہی کے واسطے سے اس کی مغفرت ہو۔“

اٹھ کھڑی سے دعائی چاہی اور رسول ﷺ کی ان کی شکست لڑا گئی تو ضرور اٹھ کر بہت توبہ قبول کرنے والا
مہربان ہوا گئی گے۔“

فائدہ: اس آیت کریمہ سے یہ واضح طور پر ثابت ہوئی کہ اٹھ کھڑی نے خود ہمیں مجھ دیا ہے
کہ ہم اپنی عقل کے لئے رسول اللہ ﷺ کو دلیل قائل کریں تو پھر اٹھ کھڑی ہماری ذمہ قبول لڑانے کا اور یہ بھی
اور ہمیں کہ تمام ستر مفسرین کہہ لڑاتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کا حکم قسمت تک پہنچے جاتی ہے یہ مراد
مفسرین کی عام ہر زندگی کے ساتھ عام نہیں ہے۔

[حدیث: ۲]

” (عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَبِيلٍ يُسْتَفْتِي عَنْ عَلِيٍّ الْوَلِيِّ كَثِيرُ بْنُ) [(الترمذی: ۱۰۰۰۰)]

ترجمہ: ”سورہ اس سے پہلے وہ اس کی کے واسطے سے کاہنوں پر لڑا گئے تھے۔“

فائدہ: اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر ہوا لیکن، تفسیر خازن، تفسیر کبیر، تفسیر قرطبی اور تفسیر کشاف
وغیرہ میں ہے ” (أَنْ يَلْقُوا لِيَهْدِي إِلَى الْفَتْحِ أَنْصَرْنَا عَلَيْهِمْ بِالنَّبِيِّ الْغَنِيَّةِ بْنِ
أَبِي الْأَمَانِ الْوَلِيِّ نَجِدُ صِفَتَهُ فِي الْقُرْآنِ وَأَوْ كَثِيرُ بْنُ كَثِيرٍ) [یعنی وہ لوگ کہنے کے واسطے اٹھا
تو ہماری مدد لڑا اس کی ﷺ کے واسطے سے جو ان کی رائے میں جھوٹ ہونے والا ہے اس کی صفات ہم تو اس میں
پاتے ہیں تو ان کی مدد کی جاتی تھی۔

(تفسیر ابن کثیر: ۱۰۰۰۰) (تفسیر ابن کثیر: ۱۰۰۰۰) (تفسیر ابن کثیر: ۱۰۰۰۰) (تفسیر ابن کثیر: ۱۰۰۰۰)

فائدہ: یہ آیت کریمہ حضور ﷺ کو دلیل قائل کرنے کے جواز پر بڑی واضح دلیل ہے۔

مسئلہ ۱: ۱: امام جعفر مبارک سے دیکھ کر جواز پر کوئی دلیل قائل لڑا گئی؟

جواب: امام جعفر مبارک میں سے ۱۰ امامیہ علماء دلیل قائل کی جاتی ہیں۔

[حدیث: ۱]

” (عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا خُطِبَ إِسْتَفْتَى

بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْخَطَّابِ فَقَالَ: الْفَتْحُ إِنَّ كَثِيرُ بْنُ كَثِيرٍ سَلَّ إِلَيْكَ بِبَيْتِنَا فَتَسْتَفِينَا
وَإِنَّ كَثِيرُ بْنُ كَثِيرٍ سَلَّ إِلَيْكَ بِبَيْتِنَا فَتَسْتَفِينَا فَأَنْتَ فَيَسْتَفِينُ؟

[(کتاب السنن: ۱۰۰۰۰) (تفسیر ابن کثیر: ۱۰۰۰۰) (تفسیر ابن کثیر: ۱۰۰۰۰)]

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے کہا کہ ان کے پاس سے
چلا تو آپ نے حضرت عباس بن محمد ﷺ کے واسطے سے بارش طلب کی، لیکن میں دعا دے گا: اے

اٹھ جلاٹنگ امام حیرے نبی ﷺ کے واسطے سے دعا مانگا گئے تھے تو توہدائی برسا دیا تو وہ اب ہم تجھ سے حیرے نبی ﷺ کے بچے کے واسطے سے دعا مانگا گئے ہیں تو میری ہادشہ نازل کر، ایسا ہی ہادی برسا دیا تو وہی ہادی۔“
 فائدہ: اس حدیث مبارک میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو واسطے میں لیا کہ وہ
 بعد کہ پاکہ صرف حضور ﷺ کا آپ کے بچے کا واسطے میں کرنا بھی ہوتا ہے۔

[حدیث: ۲۰]

[عَنْ غُلَامَانِ بَنِي كِنَانٍ ؓ أَنَّهُمَا رَآهُمَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: أَدْعُ
 إِلَهُهُ أَنْ يُعَاقِبَنِي، قَالَ: إِنْ هَبْتُ ذَهَبْتُ وَإِنْ هَبْتُ ضَرَبْتُ فَكَيْفَ كَانَ لَكَ، قَالَ:
 خَادِعُهُ، قَالَ: فَأَمَرَهُ أَنْ يُدْعِيَ شَأْنَ يَصِفُ بِهِ مَا يَدْعُو بِهِمَا الدُّعَايَيْنِ: اللَّهُمَّ إِنِّي
 أَسْأَلُكَ وَأَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ بِمَنْبُوكَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيِّ الْأَخْيَةِ يَا عَمَّتِي! أَصَلَّى إِلَهُهُ عَلَيَّكَ
 وَتَسَلَّمَ إِلَيْنِي تَوَكُّفْتُ بِكَ إِلَى (تَيْنِ) تَيْنِ حَاجَتَيْنِ هَذِهِ لِتُخَفِّسَ لِي (اللَّهُمَّ فَسَلِّمْهُ لِي)]
 [یہ دو تئیں وہ آپ کے واسطے سے دعا مانگا کر، آپ نے ان کو جواب دیا کہ آپ نے ان کو ہادی برسا دیا تو وہ اب ہم تجھ سے حیرے نبی ﷺ کے بچے کے واسطے سے دعا مانگا گئے ہیں تو میری ہادشہ نازل کر، ایسا ہی ہادی برسا دیا تو وہی ہادی۔“]

ترجمہ: ”حضرت عباس بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کو عرض میں کہ آپ ﷺ نے ہادی برسا دیا تو وہ اب ہم تجھ سے حیرے نبی ﷺ کے بچے کے واسطے سے دعا مانگا گئے ہیں تو میری ہادشہ نازل کر، ایسا ہی ہادی برسا دیا تو وہی ہادی۔“
 فائدہ: اس حدیث مبارک سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ حضور ﷺ نے غلاموں کو تعظیم دینی کہ
 تم میرے واسطے سے دعا کرنا کہ تمہارا غیر اللہ کا واسطے میں کرنا شرک ہے تو حضور ﷺ خود بھی اس
 کی تعظیم نہ کرتا ہے۔

[حدیث: ۲۱]

[عَنْ خَالِكِ الدَّارِيِّ وَغُلَامٍ خَازِنٍ عَمْرٍ ؓ قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ فَنُطْأُ بَيْنَ (خ)

عَفْوُهُ فَمَنْ بَلَغَ نَحْ الْخَارِبِ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ [يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلِّ عَلَى عَبْدِكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ] فَانْقَضَتْ لَهُ صَلَاتُهُ [يَا نَبِيَّ اللَّهِ صَلِّ عَلَى أَبِي الْخَنَازِمْ] وَقَالَ: أَلَيْتَ عَفْوُيْنِ الْخَطَّابِ وَأَقْرَبَا السَّلَامِ وَالْخَيْرَ مَا أَنْظَمَ يَشْفِقُهُنَّ مَا نَدَا وَأَخْبَرَا فَكُنْ عَفْوًا وَسَلَامًا

[سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ] اس وقت جب کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے دعا پڑھی اور فرمایا: ”اے نبی اکرم ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کے لیے اور آپ کے گھرانے کے لیے عفو و رحمت فرمائے۔“

ترجمہ: ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خزانہ ناگہ داری ﷺ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں لوگ تو اس وقت جڑ ہوئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے حواریوں پر حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی امت کے لیے ہر طرح کی دعا فرمائیے تاکہ ہر شخص اس شخص کے عذاب میں حضور ﷺ کی طرف سے آئے اور فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے دعا کر سیرا سلام کہو اور یہ دعا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کی، یہی وہ شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس بات کی خبر دی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دعا سے اور اس پر باتیں برساتی گئیں۔“

فائدہ: اس حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ صحابی رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی طرف انوکھا دیکھ کر دعا کرتے تھے کہ اے اللہ تعالیٰ! اس پر کوئی اعتراض نہ کیا اور نہ ہی کسی اور صحابی نے اعتراض کیا کہ تم شرک کر رہے ہو۔ اور اس بات کی دلیل ہے کہ انھوں نے کہا کہ وہ یہ دعا پڑھ کر ہر کام کا حل دیتے تھے۔

فی اختیارات مصطفیٰ

سوال: 1: اختیارات مصطفیٰ ﷺ کے بارے قرآن و سنت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: قرآن و سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خصوصی اختیارات عطا فرمائے ہیں جن کی بنا پر آپ ﷺ حلال و حرام قرار دینے کا اختیار رکھتے ہیں اور کسی بھی حرام چیز کو کسی خاص حصے کے لیے حلال کرنے اور کسی حلال چیز کو کسی خاص حصے کے لیے حرام کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔

سوال: 2: اختیارات مصطفیٰ ﷺ پر قرآن مجسم سے چند دلائل پیش کریں؟

جواب: قرآن مجسم سے 3 آیات بطور نفل پڑھنی ہوتی ہیں۔

[مطیلہ: ۱]

[وَنُحِّلْ لَكُمْ الطَّيِّبَاتِ وَنُحَرِّمْ عَلَيْكُمْ الطَّيِّبَاتِ] (امریکین ص ۱۰۰)

ترجمہ: ”اور یہ تم کو اچھی چیزیں حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزیں اچھی چیزیں حرام کرتے ہیں۔“

فائدہ: اس آیت کے تحت سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو گئی کہ حضور ﷺ امتیاز کے لیے حلال و حرام کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔

[مطیلہ: ۲]

[وَمَا أَلَيْسَ الْأَرْضُ لِلَّهِ وَالسَّمَاوَاتُ لِلَّهِ وَالشَّيْءُ لِلَّهِ] (امریکین ص ۱۰۱)

ترجمہ: ”اور جو کچھ تمہیں رسول ﷺ حکم فرمائیے اسے سناؤ اور جس چیز سے منع فرمائیے اس سے اجتناب کیا۔“

فائدہ: اس آیت کے تحت سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو گئی کہ حضور ﷺ امتیاز کے لیے حلال و حرام کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔

[مطیلہ: ۳]

[وَأَنذِرْ قَوْمًا مِّنْ ذُنُوبِهِمْ لَعَلَّ هُمْ يَرْجِعُونَ] (امریکین ص ۱۰۲)

ترجمہ: ”اور حرام تمہیں بتاؤ اس چیز کو جس کا خدا اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کیا۔“

فائدہ: اس آیت کے تحت سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت سے اس کا رسول ﷺ حلال و حرام کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور حضور ﷺ کے اس امتیاز کو تمام مومنین کا طریقہ ہے۔

سیدہ ام ۳: اختیار سے مصطفیٰ ﷺ پر چھ آیات سے یہاں کی گئی ہے؟

جواب: آیات سے یہاں کی گئی ہے 3 آیات بطور نفل پڑھنی ہوتی ہیں۔

[مطیلہ: ۱]

[عَنْ غُلَيْبِ بْنِ غَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنِّي فَدَا أَعْمَلِيَّتُ خُفَايَايَ مِمَّا أَرَاهِي] (نکاح ص ۱۰۳)

(نکاح ص ۱۰۳) کتاب النکاح ص ۱۰۳ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

ترجمہ: ”حضرت غلام بن عامر ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے لک

بچے، مہر دینے کے لئے انہوں کی چادریں حلال کی گئیں ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث مبارک سے یہ بات بالکل واضح طور پر ثابت ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کو انھوں نے دین کے جوہر کے خواہشوں کا مالک بنا دیا ہے آپ ﷺ نے چاہی مٹا کر لی۔

[حدیث: ۱۲]

(عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّمَا أَنَا نَاسِيَةٌ وَمَنْ نَسِيَ فَنَسِىَ)

(گاہی کتاب اللہ آپ کو بھول جائے گا)

ترجمہ: ”حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انھوں نے مجھے بھول دیا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث مبارک کے تحت غلامی گاری اور دیگر عرشوں کے گھارے کاٹ ڈال دیے گئے۔ کوہِ مہر اور دیگر طرح کی تختیں مٹا کر اٹھا دی گئی ہیں۔ انہیں تقسیم فرماتے ہیں تو یہ حضور ﷺ کے تبار ہونے کی دلیل ہے۔

[حدیث: ۱۳]

(عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَوْلَا أَشَقُّ عَلَى أَهْلِ بَيْتِي لَأَخَذْتُ بِالشَّيْطَانِ بِأُذُنَيْهِ)

(گاہی کتاب اللہ آپ کو ہم بھول جائے گا)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری امت پر گناہ نہ ہوتا تو میں انہیں برہنہ کر دیتا کہ ان کے گناہوں پر۔“

فائدہ: اس حدیث مبارک سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کو انھوں نے بھول کر دیا ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ اگر میں تم کو بھول جائے گا تو میں تم کو بھول جائے گا۔

[حدیث: ۱۴]

(عَنْ زَيْنِ بْنِ نَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَفْتُ مِنَ الْبُؤْسِ الَّذِي خَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ)

(گاہی کتاب اللہ آپ کو بھول جائے گا)

ترجمہ: ”حضرت زین بن نابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بھول کر دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھول کر دیا ہے۔“

فائدہ: قرآن مجید کے حکم کے مطابق حدیث میں سے کم از کم دوسروں کی گواہی ضروری ہے مگر حضور ﷺ نے اپنے مخصوص اصحاب سے حضرت زین رضی اللہ عنہ کی گواہی دوسروں کے برابر قرار دی۔

[صلیہ: ۵]

{ عَنْ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: أَرَىٰ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَعَلَ مِنْ حُجَّةِ الْوَدَاعِ

الْمَغْرِبِ وَالْوُضْآنَ بِالْمَرْءِ الْمَيِّتِ } [کتاب النبی، کتاب مناقب، باب من قال بعد الوفا ۱۴۷]

ترجمہ: ”حضرت ابراہیم خدائی ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے بعد الوفا میں

مقام حروفہ پر مغرب اور وضو کو واجب کیا۔“

ترجمہ: قرآن حکیم کے حکم کے مطابق برقرار کے لیے طہارت و وضو کرنا ہے اور ایک وقت میں دو

نمازیں نہیں پڑھ سکتے مگر حضور ﷺ نے خصوصی اختیارات سے مقام حروفہ میں حج کے سونچ پر دو نمازیں اکٹھی کرنے کا حکم دیا۔

فی حاضرتنا ظہرنی فی

سہال: 1: رسول اللہ ﷺ کے حاضرتنا ظہر ہونے کے بارے میں قرآن و سنت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: حضور ﷺ کے حاضرتنا ظہر ہونے کے بارے میں قرآن و سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر انور میں موجود نہ کر پڑے بلکہ ان کے احوال و حالات کا اپنی جگہ پر رکھا ہے جس سے آپ ﷺ کا جسم اسلیم قبر انور میں موجود رہتا ہے اور جسم خاکی کے ساتھ آپ ﷺ ہر مومن و مومنہ کی قبر میں پھریں گے۔ ان سے اللہ تعالیٰ ہمیں جہاں چاہے آپ اپنے عقلموں کو ہدایت سے لے کر لے کر کیلئے تحریف لے جاتے ہیں۔

سہال: 2: رسول اکرم ﷺ کے حاضرتنا ظہر ہونے کے بارے میں قرآن سے چند دلائل پیش کریں؟

جواب: قرآن حکیم سے 3 آیات اللہ جل جلالہ کی جاتی ہیں۔

[صلیہ: ۱]

{ إِنَّا أَنشَأْنَاهُ إِنَّا الْإِنْسَانَ لِمَ شَهِدْنَا أَنَّا عَنِ الْقَدْرِ لَدِينَا } [عن سبہ ص ۱۴۷]

ترجمہ: ”اے حبیب کی خبری، تاملے والے اسے ایک ہم نے تم کو حاضرتنا ظہرنا ظہری دینے

کا وعدہ کیا ہے۔“

ترجمہ: اس آیت کریمہ میں سورہ واقف [شاهد] کا معنی ہے حاضرتنا ظہر تو یہ اس بات کی دلیل

ہے کہ حضور ﷺ حاضرتنا ظہر ہیں۔

[حدیث: ۲۰]

[اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ] (تجہ) بِأَضْحَبِ الْغُبَلِ [ابن ماجہ: ۳۰]

ترجمہ: ”اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا کہ تمہارے دب نے باجی واپس کا کیا حال کیا۔“
فائدہ: یہ آیت کریمہ اور اس کے علاوہ کئی دوسری آیات میں بھی اسی معنی کے لیے ”تجہ“ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔
 جس کو تمہارا دب باجی والا دانتھا اور قوم ہمدونہ کے احمات حضور ﷺ کو دانتھا میں بھر دیا اور اس سے پہلے کے
 ہیں کہ دب تمہارا تھا ہے کہ آپ نے ان کو دیکھا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ جو اس وقت بھی
 نبوت کے طور سے حضور تھے آپ ﷺ سے احمات دیکھ رہے تھے جو آپ ﷺ کے حاضر و غایب ہونے کی
 واضح دلیل ہے۔

[حدیث: ۲۱]

[فَكَتَفَّ بِمَا جُنَّ مِنْ غَلِيٍّ أَمْوَ بِشَجْوَةٍ جُنَّ بِكَ غَلِيٍّ هَذَا لَا يَفْهَمُ]

ترجمہ: ”پس کیا ہوا جب ہم ہر امت پر ایک گواہ گئے کہ ہمارے محبوب! تم کو ان سب پر
 گواہ بنا کر دیے گئے۔“ [ابن ماجہ: ۳۱]

فائدہ: جب امت کے دن دیکھا گیا کہ کرام کی آغوش میں کریں گی کہ ہم تک میرے دوسروں
 نے یہ کام نہیں کیا ہے تو انہیں کرام میں فرم کریں گے کہ ہم نے ان تک احکام نبوت پہنچا دیے تھے اور وہ اپنی
 گواہی کیلئے اُسے مصطفیٰ کو کافی کریں گے، ان کی گواہی پر اعتراض ہوگا کہ تم نے ان میں کون سا نشانہ نہیں پایا تم
 میرے دیکھے کیے گواہی دے رہے ہو یہ عرض کریں گے کہ تمہیں ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ نے بتایا تھا جب
 حضور ﷺ سے گواہی لی جائے گی۔

اب اگر حضور ﷺ کے گواہوں انبیاء کرام کی تخلیق اور آئندہ اپنی امت کے حالات کا خدا ہی آگاہوں
 سے خدا مطلع کیا ہو تو آپ کی گواہی پر بھی اعتراض ہوگا کہ حضور ﷺ کے امتوں کی گواہی پر اعتراض ہوگا
 تو معلوم ہوگا کہ حضور ﷺ کی گواہی دیکھی اور سنی ہوئی تھی، اسی لئے قبولی کرتی تھی تو یہ حضور ﷺ کے حاضر و غایب
 ہونے کی واضح دلیل ہے۔

تفسیر: رسول اکرم ﷺ کے حاضر و غایب ہونے پر چھ ماہ بعد مہار کو پتہ چلی کہ
 چھ ماہ: آج ماہ بعد مہار کے جس سے یہ احادیث بطور مکمل پتہ چلی ہیں۔

[حدیث: ۱]

{ عَنْ عَشْقِيَّةَ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ وَشَبَّهَ اللَّهُ : إِنْ فَرَّطَ لَكُمْ وَأَنَا مُعْجَنَةٌ غُلَيْكُم
وَأَنْتُمْ هَهُنَ لَا تَنْظُرُونِي خَوَاضِي الْأَنْ } [بگدادی: کتاب النکاح باب من سئل عن غلٍّ ص ۱۷۹]

ترجمہ: ”حضرت عقیقہ بن عاصم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارا
غلی ہوں اور میں تم پر گواہوں اور یہ ایک اللہ کی قسم! میں اپنی طرف سے غلی کو کچھ ہوں۔“

فائدہ: اس حدیث مبارک میں حضور ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ میں غلی ہوں (کہا) میں اور گواہی دیتی
ہوں کہ تمہارے بارے میں غلی ہوں اور یہ ایک اللہ کے بارے میں غلی ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے

[مطالعہ: ۲۰]

{ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى أَطْعَمِ
الْمَدِينَةِ فَقَالَ: هَلْ تَرَوْنَ خَا أَرَى. قَالُوا لَا قَالَ فَإِنَّ لَأَرَى الْجَنَّةَ تَفْعُو جَلَّ بَنُو بَنِيكُمْ
تَهْلُوهُمُ الْخَطَرُ }

[بگدادی: کتاب النکاح باب من سئل عن غلٍّ ص ۱۷۹]

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پاک
کی ایک بھاری پر کھڑے ہو کر صحابہ کرام سے پوچھا کہ مجھے کچھ نہیں دیکھتا ہوں، کیا تم بھی وہ دیکھتے ہو؟ عرض
کیا کہیں فرمایا کہ میں تمہارے گھر میں داخل کی طرح دیکھ کر دیکھتا ہوں۔“

فائدہ: اس حدیث مبارک سے بھی یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ رسول اکرم ﷺ مستحق کے نام
والہاتھ نہ دیکھتے ہیں آپ ﷺ کے بارے میں غلی ہونے کی دلیل ہے۔

[مطالعہ: ۲۱]

{ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ وَشَبَّهَ اللَّهُ : خَاضِعٌ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَوْلِيَهُ
إِلَّا وَأَنْتُمْ بَيْنَ شَقَائِمِ حَتَّى الْجَنَّةِ وَالنَّارِ } [بگدادی: کتاب النکاح باب من سئل عن غلٍّ ص ۱۷۹]

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے
فرمایا کہ کوئی ایسی چیز نہیں جو مجھے نہ کوئی گناہ ہو کر میں نے اپنے مقام پر اس کو کھلیا یا یہاں تک کہ جنت اور
دوزخ ہوگی۔“

فائدہ: اس حدیث مبارک سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضور ﷺ تمام احوال و واقعات کو کچھ

ہے جس نے آپ ﷺ کے سامنے عمر ہونے کی داغ بیل رکھ لی ہے۔

[مسئله: ۴]

[عَنْ أَنَسٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَحَىٰ زَيْنًا وَجَعَلًا وَابْنَ زَوْجَتِهِ لِبَنَاتِهِ قُلْتُ أُنَّ بَنَاتُهُمْ خَيْرٌ فَطَالَ: أَخَذَ الزَّائِيَةَ زَيْنًا فَأَصْبَتْ، ثُمَّ أَخَذَ جَعَلًا فَأَصْبَتْ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنَ زَوْجَتِهِ فَأَصْبَتْ وَعَيْنَاهُ نَدْرَانِ إِلَى حَتَّىٰ أَخَذَ الزَّائِيَةَ سَنَفًا وَبَنَ سَنَفًا فَبَلَغُوا بَنِينَ خَالِدًا ابْنُ الْبَلَاءِ حَتَّىٰ فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ] [مکتوبہ: کتاب النکاح، باب النکاح، ص ۱۶۱]

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ ایک رسول اکرم ﷺ نے حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ اور حضرت ابن زکواہؓ کی موت کی خبر لوگوں تک پہنچانے سے پہلے دی، پس فرمایا کہ اب بھڑا حضرت زیدؓ نے لے لیا اور وہ شہید ہو گئے، پھر بھڑا حضرت جعفرؓ نے بچا لیا، پس وہ بھی شہید ہو گئے، پھر بھڑا حضرت ابن زکواہؓ نے بچا لیا، پس وہ بھی شہید ہو گئے اور پھر حضور ﷺ نے آجسین اختیار کر لیں، یہاں تک کہ بھڑا اللہ کی آغوش میں سے ایک کھار حضرت خاندانِ اولیہؑ لے لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بخش دیا۔“

تفصیل: اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ تمام مومن جو کہ یہ حضور سے بہت قریب رہا، وہاں جو کچھ ہوا انہیں اس کا حضور ﷺ نے دیدہ و سیدہ کچھ لیا تھا آپ کے سامنے عمر ہونے کی داغ بیل رکھ لی ہے۔

فی نور و بشری

سوال: ۱: رسول اکرم ﷺ کے نور و بشر کے بارے میں قرآن و سنت کا کیا حقیقہ ہے؟

جواب: رسول اکرم ﷺ نور اور بشر دونوں ہیں اور ان دونوں میں کوئی مماثلت نہیں، فرق صرف یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی بشریت کا منکر کافر ہے جبکہ نورانیت کا منکر کفر اور بدعت ہے لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ رسول اکرم ﷺ کے بشر ہونے کے باوجود انہی کے لیے صرف بشر کہہ کر چارہ بے اولیٰ اور گستاخی ہے جبکہ نور کہہ کر چارہ صحیح و رسول و ادب رسول ہے۔

سوال: ۲: حضور ﷺ کے نور ہونے پر قرآن حکیم سے کوئی دلیل پیش کریں؟

جواب: اس راوی قابل ہے۔ [فتاویٰ محمد بن ابراہیم ذوق کائنات شہین] (۱۱۵ ص ۱۰۰)

ترجمہ: ”ہم کہتے ہیں اس حدیث کی طرف سے روایت کی کتاب آئی۔“

فائدہ: اس حدیث کے تحت گمراہی میں اس گمراہ کبر، گمراہ طری، گمراہ لجن اور گمراہ روح اعلیٰ وغیرہ کثیر ستر کا سر میں یہ موجود ہے کہ یہاں روایت رسول اللہ ﷺ (۱) استہدایہ ایک طرف ہے۔

(گمراہی میں یہ ۱۰۲، (گمراہ کبر ۱۰۶، (گمراہ طری ۱۰۷، (گمراہ لجن ۱۰۸، (گمراہ روح اعلیٰ ۱۰۹)

سیدہ الی: حضور نبی کریم ﷺ کے گمراہوں نے یہ چند ماویہ ہمارے کئی کئی کریں؟

جواب: انہوں نے ہمارے کئی سے کئی ماویہ کلمہ کلمہ لکھ کر پٹائی کی جاتی ہیں۔

[سلسلہ: ۱]

[عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ أَبِي الْغُنَظَلِ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ سَأَلْتُ (سُئِلْتُ) رَسُولَ

ﷺ عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ خَلْقَهُ اللَّهُ تَعَالَى، فَقَالَ فَوَيْلٌ لَكَ يَا جَابِرُ خَلَقَهُ اللَّهُ] (۱ ص ۱۰۱)

ترجمہ: حضرت امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں حضرت عمرؓ سے ۱۱ روایت کرتے ہیں

حضرت ابی الغنڈہ سے اور روایت کرتے ہیں حضرت جابرؓ سے اور فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پچھا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس کو پیدا فرمایا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے ہمارا افضل تعالیٰ نے تیرے نبی کے گمراہوں (سب سے پہلے) پیدا فرمایا۔ [سیدہ الی: ۱۰۲]

فائدہ: اس حدیث کو امام بخاری ﷺ اور امام مسلم ﷺ کے ساتھ امام عبدالرزاق ﷺ نے اپنی

کتاب مصنف عبدالرزاق میں نقل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا کہ حضور ﷺ نور ہیں اور یہ حدیث بالکل سچی ہے کیونکہ اس حدیث کے تمام راوی سچے تھے اور قابلِ اعتماد ہیں۔

[سلسلہ: ۲]

[عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنِي عَنْ غُنَيْمَةَ عَنْ خَالِكَ، أَنَّكَ تَكُنْ تَعْمَلُ ذَاتِنَا: الْفَلَمُ

صَلَّى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ] (۱ ص ۱۰۱) [سیدہ الی: ۱۰۲]

ترجمہ: حضرت امام عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ مجھے عمرو بن غنیمہ نے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

کا گمراہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام باگ ﷺ کو یہ پیر و پادشاہ کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انہیں

ذلیل فرمادے اور وہ حضرت امیر ﷺ پر ایمان کا اور سب سے پہلے پیدا ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کو امام بخاری ﷺ اور امام مسلم ﷺ کے ساتھ امام عبدالرزاق ﷺ نے اپنی

کتاب مصنف مہارزاق میں نقل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا کہ حضور ﷺ نور ہیں اور یہ حدیث بالکل سچی ہے کیونکہ اس حدیث کے بھی قیام پہلی سچی شہادت اور حدیث ہے۔

[دلیل: ۳۰]

(عَنْهُ الزَّوْاٰقُ عَنْ مُعْتَمِرٍ عَنِ الْأَوْفِيِّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثْنِيَّ فَاتَّبَعْتُهُ كَانَ لِيْهُ أَكْثَرُ عَلَى لِيْهِ (أَقْرَبُ لِيْهِ) [اصحیح] [مصنف مہارزاق: ۱۲۰]

ترجمہ: حضرت امام مہارزاق حدیث کرتے ہیں حضرت عمرؓ سے یہ حدیث کرتے ہیں امام ذہریؒ سے اور حدیث کرتے ہیں حضرت سالمؓ سے اور وہ اپنے باپ سے حدیث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی اپنی غامبیہ دونوں آنکھوں کے ساتھ زیارت کی تو آپ ﷺ نور تھے بلکہ آپ نور میں نور ثابت تھے۔

تلفظ: اس حدیث پاک کو بھی امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے آثار امام مہارزاقؒ نے اپنی کتاب مصنف مہارزاق میں نقل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا کہ حضور ﷺ نور ہیں اور یہ حدیث بالکل سچی ہے کیونکہ اس حدیث کے بھی قیام پہلی سچی شہادت اور حدیث ہے۔

فی مزارات اولیاء پر حاضری فی

سوال: ۱: اولیاء کا مہمساہین مقام کے حوزہ اہل حق کی قیود پر حاضری دینے کا کیا اثری حکم ہے؟
جواب: امتیاء کا مہمساہ اولیاء مقام کی قیود کی زیارت کے بعد اس مقصد کیلئے ستر کے ایک مشرب مل ہے طہارہ کام فرماتے ہیں کہ شروع اسلام میں زیارت قیود سے منع کیا گیا تھا مگر بعد میں حضور ﷺ نے اس حکم کو منسوخ فرما دیا کہ زیارت قیود کی اجازت مہمساہت لہرائی گئی۔

سوال: ۲: زیارت قیود کے مشرب ہونے پر کیا حکم ہے؟

جواب: زیارت قیود پر ۲ احادیث مہمساہ کے طور پر ملتی ہیں جن کی جاتی ہیں۔

[دلیل: ۱]

(عَنْ أَبِي لَوْلَاءٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ لِيْهِ ﷺ: تَحْتَ تَحِيَّتِهِمْ عَنْ زِيَارَةِ الْغُلَامِ)

سوال: 2: اس قصہ پر کیا شرعی دلیل ہے؟

جواب: اس قصہ پر نحنہ لکھن جلی کی جاتی ہے۔

[دلیل: ۱]

تفسیر مدح المہمان میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت میں تھے تو آپ کو حضور ﷺ سے ملاقات کا حق پیدا ہوا، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ وہ میری نسل میں سے ہے اور آخری زمانے میں ظاہر ہوگا، لیکن حضرت آدم علیہ السلام نے حضور ﷺ سے ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے کہا کہ میں ہاتھ کی شہادت دلی دلی میں نور محمدی وال دیا لیکن آپ نے اس نور پاک کی پاکی دوان کی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے جانی کو آپ کے انگوٹھوں کے انگوٹھوں میں آئینہ طرح ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھوں کے انگوٹھوں کو چھو لیا انگوٹھوں پر لگا دیا۔

(تفسیر مدح المہمان ص ۲۶۹)

فقائدہ: اس تفسیری عبارت سے پتہ چلا کہ اگر ملے چھو لیا اور حضرت آدم علیہ السلام کی سبب مبارک ہے جو رسول اکرم ﷺ سے محبت کی دلیل ہے۔

[دلیل: ۲]

حضرت علامہ ابن ماجہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان میں پہلی شہادت کے سننے کے وقت یہ کہنا مستحب ہے [مَنْ لِيْ هٰذَا عَلَيْنَا؟] یا [مَنْ لِيْ هٰذَا عَلَيْنَا؟] اور دوسری شہادت کے وقت انگوٹھوں کے جانچ انگوٹھوں پر لگا کر یہ کہنا مستحب ہے: [هٰذَا عَلَيْنَا؟] یا [مَنْ لِيْ هٰذَا عَلَيْنَا؟] یا رسول اللہ! آپ کی ہدایت میری آنکھیں کھلی ہیں، پھر اس کے بعد کہے: [أَلَا تَعْلَمُ مَنْ لِيْ هٰذَا عَلَيْنَا؟] یا [مَنْ لِيْ هٰذَا عَلَيْنَا؟] اے اللہ! مجھے کانوں اور آنکھوں سے فتح عطا فرمادیجئے کہ میں اپنے لیے حضور ﷺ سے ملاقات میں جانے کی قیادت فرما دے۔

(المصنف ص ۱۰۳)

فقائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر ملے چھو لیا تو اس کے بہت بڑے امام علامہ شافعی کے فرمان کے مطابق ایک مستحب عمل ہے۔

[دلیل: ۳]

امام ربیع نے ”المعروفات“ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی کہ جب انہوں نے

{ عَنْ غَزْوَةِ نَبِيِّ الرَّبِّ عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ عِبْنِ النَّجَّارِ قَالَتْ كَانَ عَيْنِي مِنْ أَطْفَالِ
نَبِيِّ كَانَ عَوْدِي الْمَسْجِدَ فَكَانَ بِأَلَى يَدَيْهِ عَلَيْهِ الْفَيْزُ فَيَأْتِيَنِي بِسُخْمٍ فَيُجْلِسُنِي عَلَى
النَّيْتِ يَنْظُرُنِي إِلَى الْفَيْزِ فَمَا زِلْتُ أَنْصَلُّنِي ثُمَّ قَالَ: (الْفَيْزُ يَنْتِ أَعْيُنُكَ وَأَسْتَبْدَنِي عَلَى
لَوْنِي أَنْ تَبْصُرَهُ وَنِيَّكَ) قَالَتْ ثُمَّ نِيَّةٌ بَيْنَ قَالَتْ وَأَعْيُنُ مَا عَلِمْتُ كَانَ تَرَكْتُ الْبَيْتَ وَابْنُ
نَهْنِي خِيَمَةُ الْكَلْبِ }

[سنن ابی داؤد، کتاب صلوٰۃ، باب صلوٰۃ بالليل، ج ۲، ص ۴۳۰]

ترجمہ: ”حضرت غزوہ نبی زہیر ﷺ قبیلہ بنی نہار کی ایک عورت سے روایت کرتے ہیں، وہ
فرماتی ہیں کہ میرا گھر مسجد کے ارد گرد میں ہی سے وہاں تھا میں حضرت باطل ﷺ اسی پر کھڑے ہو کر فجر
کی تلاوت کرتے تھے، میں آپ صبری کے وقت غریب لائے تو گھر کے باہر چلا کر فجر کا اہتمام کرتے، یہی
جب وہ فجر میں ہو کر غریب وقت دیکھتے تو یہ اہتمام کہتے تھے: ”تم نماز اسی جی ہو کہ میں یہی کہہ سے قرآن
کے بارے میں مطلب کہ میں کہہ رہے ہوں یہ تمام ہیں“ روایت فرماتی ہیں کہ فجر حضرت باطل ﷺ تلاوت دیکھ کر
گات گات کرتے کہو، روایت فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم اچھے شخص معلوم کہ حضرت باطل ﷺ نے ان کلمات کو ایک
رات بھی پھاڑا (یعنی آپ صلوٰۃ کا یہ کلمات اسی سے پہلے کہتے تھے)۔“

فائدہ: اس حدیث مبارک سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت باطل ﷺ کا معمول یہ تھا کہ
وہ روزانہ آذان سے پہلے اذان کی ہو کرتے اور قرآن کے لئے اختصاص دینے کی اہم کرتے حالانکہ قرآن
دست میں کبھی بھی اس کا اہتمام نہیں دیا گیا تھا اس سے یہ بات روز و رات کی طرح ثابت ہوئی کہ جب آذان سے
پہلے حضرت باطل ﷺ ایک اہتمام اپنی طرف سے اختیار کرتے ہیں تو پھر روز و رات صبراً اہتمام
اختیار کر لیں تو یہ کیسے برا تھا؟

[اصحیح: ۱۳۰]

{ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ شَمْرَةَ بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِذَا سَمِعْتُمُ
النُّبَاَ دُونَ فَتَوَلَّوْا وَمِثْلَ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً
لَعَنَهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا }

[سنن ابی داؤد، کتاب صلوٰۃ، باب صلوٰۃ بالليل، ج ۲، ص ۴۳۰]

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ
فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم سناؤں سے آواز سنو تو تم بھی اس کی مثل ادا کرو، پھر تم مجھ پر صلوٰۃ پاؤ گے

کیلئے گھس کر ہا یکہ دھندلایا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دہرہ متعین نہ کر فرماتا ہے۔“
 فائدہ: اس صمدی مبارک سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ اذان کے بعد درپاک پڑھنے کا
 عمل حضور ﷺ نے حکم فرمایا ہے اور حضور ﷺ کے حکم سے کم از کم مشتبہ تو ضرور ثابت ہوتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ
 اذان کے بعد درپاک پڑھنا مشتبہ و مجہول ہے۔

[صلیہ: ۴]

اذان کا معنی ہے اطلاع دینا اور لوگوں کو اذان کی طرف جانا بیکر لازم و ملوہ و سلام پر مشتمل ہے تو
 جب اذان میں ملوہ و سلام جائے تو اذان سے باہر کوئی ہی ضمانت ہے، ملوہ و سلام کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں بلکہ
 دن رات کی ہر گھڑی میں مشتبہ ہے حدیث میں فرماتے ہیں۔

[وَمِنْ غَلَبَةِ فَيَنْتَحِلُ الْإِسْكَانِي] [حدیثی کتاب مسند احمد ۲/۴۸۸]

ترجمہ: ”اور غلبہ و پاک تمام ہا کو اوقات میں پڑھنا مشتبہ ہے۔“

۴ گیارہویں، ختم پاک، تیجا اور چالیسواں فی

سوال: ۱: ختم پاک، گیارہویں شریف، ۱۰۴ شریف، چار اور چالیسواں وغیرہ کے بارے قرآن و سنت کا
 کیا حکم ہے؟

جواب: شریعہ اسلامیہ کے نزدیک ان تمام امور کی اصل (ایصال ثواب ہے جو کہ قرآن و سنت سے
 ثابت شدہ ہے لہذا انکار و تمام اکمال بھی شریعت کے نزدیک جائز بلکہ مشتبہ عمل ہیں کہ ان سب صورتوں
 میں فوت شدگان کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔

سوال: 2: ان مذکورہ اکمال و اکمال کے مشتبہ و مجہول کے کیا دلیل ہے؟

جواب: یہ تمام امور پندرہ چیزوں سے مرکب ہیں: (۱) ایصال ثواب (۲) کھانے وغیرہ پر قرآن
 پاک پڑھنا (۳) ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا (۴) ختم وغیرہ کیلئے کوئی دن مقرر کرنا (۵) ان امور کے
 ثواب کو کسی بزرگ یا عزیز و اقرب کی طرف منسوب کرنا مثلاً یہ کہنا کہ یہ میرے والد محترم کے ایصال ثواب کا
 ختم ہے یا یہ دوست پاک کی گیارہویں ہے۔

اب مذکورہ تمام امور ٹھیکہ و ٹھیکہ قرآن و سنت سے جائز و مشتبہ عمل ثابت شدہ ہیں تو ان کا انکار

میں ہاؤٹل ہوگا۔

سوال: کانسٹیبل وغیرہ کے نوہر قرآن پاک وغیرہ پڑھنے کی کیا شرعی دلیل ہے؟

جواب: کانسٹیبل کے نوہر قرآن پاک وغیرہ پڑھنے پر قرآن کی مثال کے جانے ہیں۔

[مطالعہ: ۱]

(قَوْلُهُ أَجْمَلُ ذَلِكَ الشَّيْءُ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذَا تَكَلَّمَ بِأَنْبِيَاءِهِمْ وَأَوْفِيَ لَهُمْ) [المائدہ: ۱۰۹]

ترجمہ: ”اگرچہ اس میں سے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو اگر تم اس کی آغوش میں ہو۔“

فائدہ: اس آیت کریمہ کا شان نزول تو خاص ہے کہ جس ہاتھ پر قرآن کے تحت اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کماؤں، محال ہے بشرطیکہ قرآن کرنے والا مسلمان ہو لیکن اس آیت کریمہ کا حکم عام ہے کہ جس پاکیزہ چیز پر بھی اللہ تعالیٰ کا نام لگایا جائے لیا گیا ہو تو اس کا کھانا یا پھر ہوگا اور چیز پاکیزہ ہوگی۔

لہذا حج، سوواں، پانچ سوواں، مسافرات، گیارہویں شریف، دس سوواں شریف وغیرہ کے کھانے ہاتھ ہوئے کیونکہ ان سب پر قرآن پاک کی تلاوت اور آواز و سلام پڑھا جاتا ہے تو قرآن پاک پڑھنے سے کوئی بھی چیز حرام نہیں بنتی لہذا جو ان محال چیزوں کو حرام کہتے تو قرآن پاک پڑھنا ہی کرنے والا ہے۔

[مطالعہ: ۲]

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اس کے گھر کی برقی سے برکت تمہاری ہے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

[أَيُّنَ أَنْتَ مِنْ أَوْبَاءِ الْكُوفَةِ؟ مَا تَقْنِطُ عَلَيَّ طَعَامَ بَنِي إِدَاخٍ إِلَّا أَنْ تَكُونُ نَزْلًا

[عمید و مختار: ۱۰۳۴]

فِي ذَلِكَ الطَّعَامِ وَالْإِدَاخِ]

ترجمہ: ”تو آیت انہری سے کہاں تامل رہا تو میں کانسٹیبل اور ماہان پر آیت انہری پڑھے

کا۔ اللہ تعالیٰ اس کانسٹیبل اور ماہان میں برکت ڈال دے گا۔“

فائدہ: اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ کھانا سنا ہے کہ اس پر قرآن پاک پڑھا جائے

ہا تو اس پر ہر روز حضور ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے لہذا اسے کھانے کو حرام کہا حضور ﷺ کے حکم کی نافرمانی ہے۔

[مطالعہ: ۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے حضرت زینب سے نکاح کیا تو میری

والدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بطور عقد نکاح کیا اور میرے والدہ حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور ساتھ یہ عرض

کیا کہ حضور ﷺ کو میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ اس موقع پر بھی ہر جگہ ہے، اسے قبول فرما کیجئے گا میں میں ۱۰
کھانا لے کر آپ کے پاس پہنچا اور والدہ کا سلام بھیجا م عرض کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اسے دے دو
اور کھانے کو بچاؤ، میں نے اس کا کیا یہاں تک کہ میں سوا تھوڑی سی ہو گئے، پھر میں نے دیکھا کہ
(يُضَعُّ زَيْنَبُ عَلٰی بَلَكَ الْجَنَّةِ وَتَكْفُمُ بِعَاشِيَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ)

ترجمہ: ”میں آپ ﷺ نے اس کو اپنے پرانے دوست مہدیہ دیکھا اور اس نے جو چاہا آپ نے چاہا۔“
 اس بلبر کیا تھا کہ وہ کہتا اس قدر برکت والا ہو گیا کہ سب لوگ غم خیز ہو گئے، آپ ﷺ نے دیکھ کر پایا کہ وہ باقی ہے وہ لے جائے گا، میں نے جب اس آیت کو اُس نے دیکھا تو میں اٹھ اٹھا وہ نہ کر سکا کہ میں اس کا یا
 حاضر نہ ہو تو ایسا نہ ہوتا ہے جو حضور ﷺ نے مجھے بتا دیا۔“

[illegible]

فائدہ: اس حدیچ مبارک سے ثابت ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے کھانا سنا ہے کہ قرآن پاک وغیرہ چھ ماہ برکت کی جس سے کھانے میں برکت چمکی، لہذا اہم پاک کے وقت کھانا سنا ہے کہ قرآن کی تلاوت کرنا حضور ﷺ کے طریقے سے ثابت ہے اور باقی برکت ہے۔

سوال: کہانے سے پہلے، تمہارا خاکہ کہانے کا کہنے پر کیا اہل اثری ہے؟

نتیجہ: ایک حدیث پر ایک ایسا نکتہ نظر کیا جاتا ہے۔

1. **Introduction**

{ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : مَنْ رَفَعَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : ثُمَّ أَصَابَتْ رَأْسَهُ رِيحٌ مِنْ الطُّعَامِ }

$$[r_{11}, r_{12}, r_{13}, r_{14}, r_{15}, r_{16}, r_{17}, r_{18}, r_{19}, r_{20}, r_{21}, r_{22}, r_{23}, r_{24}, r_{25}, r_{26}, r_{27}, r_{28}, r_{29}, r_{30}, r_{31}, r_{32}, r_{33}, r_{34}, r_{35}, r_{36}, r_{37}, r_{38}, r_{39}, r_{40}, r_{41}, r_{42}, r_{43}, r_{44}, r_{45}, r_{46}, r_{47}, r_{48}, r_{49}, r_{50}, r_{51}, r_{52}, r_{53}, r_{54}, r_{55}, r_{56}, r_{57}, r_{58}, r_{59}, r_{60}, r_{61}, r_{62}, r_{63}, r_{64}, r_{65}, r_{66}, r_{67}, r_{68}, r_{69}, r_{70}, r_{71}, r_{72}, r_{73}, r_{74}, r_{75}, r_{76}, r_{77}, r_{78}, r_{79}, r_{80}, r_{81}, r_{82}, r_{83}, r_{84}, r_{85}, r_{86}, r_{87}, r_{88}, r_{89}, r_{90}, r_{91}, r_{92}, r_{93}, r_{94}, r_{95}, r_{96}, r_{97}, r_{98}, r_{99}]$$

ترجمہ: ”حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ ہمارے سولی اکرم ﷺ نے مبارک ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی: اے اللہ! اس شخص کو ہمارے ﷺ کے گمراہوں کو رحمت اور برکت عطا فرما، اسی کے بعد سولی اکرم ﷺ کے گمراہ چھوڑ دیے۔“

فائدہ: اسی حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ کھانے سے پہلے ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا ضروری ہے۔

سوال: فقہ حنبلیہ میں شریعت و غیرہ کے لیے حج مقروہ کرنے کی کیا شرعی دلیل ہے؟

جواب: کسی بھی ایک کام کیلئے دن ضرور رکھ ضرور رکھ اور صواب کام کے طریقے سے ثابت ہے۔

[حدیث: ۱۱]

{عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِيَن مُنْفَعِدَةً قَبْلَ أَنْ تَكُونَ مُنْفَعِدَةً} [بخاری، کتاب المغازی، ج ۱، ص ۱۰۰]

[ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ ہر وقت کو بھی پیدل اور کئی سو بار ہو کر مسجد اقصیٰ کی طرف لے جاتے تھے اور حضرت مہاشی بن عمروؓ بھی ایسا کرتے تھے۔“]

فائدہ: اس حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ کئی بھی عبادت کیلئے دن ضرور رکھنا رسول اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ کی سنت مبارک ہے۔

[حدیث: ۱۲]

{عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ ﷺ يَذْكُرُ النَّاسَ مِنْ قُلِّ طُوسٍ}

[بخاری، کتاب المغازی، ج ۱، ص ۱۰۰] [ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مہاشی بن عمروؓ ہر جمعرات کو لوگوں کو دعا فرمایا کرتے تھے۔“]

فائدہ: اس حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ ایک کاموں کیلئے دن ضرور رکھ ضرور رکھ اور صحابہ کرامؓ کی سنت مبارک ہے۔

سوال: ایصالِ ثواب کے ثبوت پر کوئی شرعی دلیل پیش فرمائیے؟

جواب: ایصالِ ثواب کیس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہؐ کی جاتی ہیں۔

[حدیث: ۱۳]

{عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ أَبِي خَاتٍ وَتَوَكَّلَ وَلَمْ يَخْصِ}

[بخاری، کتاب المغازی، ج ۱، ص ۱۰۰] [ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اکرمؐ سے عرض کیا کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اس نے کچھ مال ترک چھوڑا ہے اور اس نے وصیت بھی نہیں کی تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور دعا فرمایا کہ ہاں؟“]

فائدہ: اس حدیچ مبارک سے ثابت ہوا کہ میت کو اصال ثواب کے صحابہ کرام کا طریقہ ہے اور حضور ﷺ نے اس سے متعلق حکم فرمایا۔

[عطیل: ۲۰]

{ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ لَيَرْفَعُ الرَّاحِلَةَ بِلُغْمِهَا الصَّالِحِ فَيَقُولُ يَا سُبُّحَانَكَ يَا لَيْلِي (ترجمہ:)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک ایک بندے کا درجہ بلند فرمایا تو اس نے عرض کیا: اے میرے رب! میرا یہ درجہ کیسے بلند ہوا؟ تو ارشاد فرمایا کہ میرے بچے کی میرے لئے کھانا بھجولے گا۔“

[مسند امام احمد بن حنبلہ، ج ۱، ص ۲۰۰]

فائدہ: اس حدیچ مبارک سے ثابت ہوا کہ کسی ایک بندے پر بزرگ کیلئے کھانا بھجولے گا۔
تو اس کے دو درجے بلند ہوتے ہیں۔

[عطیل: ۲۱]

{ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: هَذَا الصَّبُوتُ فِي الْقَبْرِ الْخَالِيقُ الْمُنْفَعُ يَتَلَعَّبُ فِيهِ تَلْعَفٌ مِنْ أَبِي لَهْفٍ لَمْ يَلْمِ أَحَدًا مِنْ بَنِي آدَمَ إِلَّا بَعَثَ اللَّهُ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا بَيْنَهَا وَأَنَّ اللَّهَ يُغْفِرُ عَلَى أَهْلِ الْقَبْرِ مِنْ خَطَايَاهُمْ أَهْلُ الْأَرْضِ أَهْلُ الْأَجَالِ وَأَنَّ هَذِهِ الْأَخْبَارُ هِيَ الْأَخْبَارُ الْوَسْبُحَانُ (ترجمہ:)

[مسند امام احمد بن حنبلہ، ج ۱، ص ۲۰۰]

ترجمہ: ”حضرت ابیہاشم بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ میت کی حالت قبر میں معذرت میں ڈوبنے والے شخص کی طرح ہے جو غمگین ہو اور میت اس کا کھانا کھانے لگتی ہے ہر اس کو اس کے باپ ماں، بھائی اور دوست کی طرف سے پہلے، پھر چھ ماہ بعد اور پھر اس میت کے پاس پہنچتی ہے (اور وہ مستحق اس کے کھانے کی ہے) اور اس کی تمام دوست سے بڑھ کر محبوب ہوتی ہے اور ہر ایک اللہ تعالیٰ زمین دانوں کی کھانا سے قبر دانوں پر پھاڑوں کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے اور ہر ایک زمین کی طرف سے مردوں کیلئے بہترین کھانا عطا فرماتا ہے۔“

فائدہ: اس حدیچ مبارک سے ثابت ہوا کہ مسلمان کو مستحق اور اصال ثواب کی وجہ سے بخش دیا جاتا ہے اور اس کی نیکیاں بھی اضافہ ہوتی ہیں۔

سوال: ایصالِ ثواب کو غیر ہش کی طرف منسوب کرنے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اس پر ایک حدیث مہدک بطور دلیل پیش کی جاتی ہے۔

(عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ وَفَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ ! إِنْ أُوتِيَ الْفُلَيْسُثُ وَأُغْلِمَ أَثْقَالُهُ غَالِمَتْ لِقَضَاتُهَا، أَفَرَأَيْتَ لِقَضَاتُ غُلَامٍ يَنْفَعُ غُلَامًا ذَلِكُ؟ قَالَ ﷺ نَعَمْ ! فَمَسَّ النَّبِيُّ أَنْ يَضَعَهُمْ أَنْفَهُمْ يَأْزِمُهُمْ اللَّهُ؟ قَالَ ﷺ الْخَضَاءُ، فَخَطُّ بِلْدَا، وَقَالَ هُوَ؟ (بَابُ شُعْبَةَ)

[سنن ابی داؤد کتاب الزکوہ، باب فی فضل من ملک من ملک، ۴۳۶، سنن ابی داؤد کتاب فضائل باب فی فضل من ملک، ۴۳۶، سنن ابی داؤد کتاب الزکوہ، باب فی فضل من ملک، ۴۳۶، سنن ابی داؤد کتاب الزکوہ، باب فی فضل من ملک، ۴۳۶]

ترجمہ: ”حضرت سعد رضی اللہ عنہ“ عرض کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی! آپ ایک عسری واندہا چاکھ لال فرما گئی ہیں اور میں ہاتھوں کا گروہ نہ دہاؤ تو وہ ضرور صدقہ کرتی ہیں اگر شہر ان کی طرف سے صدقہ کرتا تو انہیں اس کا کتنا حصہ ملے گا؟ فرمایا کہ ہاں ابھرے پھر کہ یا رسول اللہ! کون سا صدقہ زیادہ نفع بخش ہے؟ فرمایا کہ چلی، پھر آپ نے ایک کھان کھوایا اور کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہے؟“

فائدہ: اس حدیث مہدک سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ ایصالِ ثواب کی جی کو غیر ہش کی طرف منسوب کرنا صحابہ کرام کا طریقہ ہے اور یہ کئی شریک غیر انہیں ہے۔

فی نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا

سوال 1: فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا کیا شرعی حکم ہے؟

جواب: قرآن مجید کی ساری شریفانہ کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا واجب و مستحب ہے۔

سوال 2: ذکر یا اہم پر قرآن مجید سے کوئی دلیل پیش فرمائیے؟

جواب: ارشاد ہدایتی قرآنی ہے: ﴿لَبِطًا قُضِيَ لَكُمْ الصَّلَاةُ فَلَا تَكُنُوا مِمَّنْ﴾ [احزاب: ۱۰۳]

ترجمہ: ”پھر جب تم نماز پڑھو تو اس کے بعد بلند آواز سے ذکر کرو۔“

فائدہ: اس آیت پر اگر کسی سے شک ہو کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا واجب ہے یا مستحب ہے؟

آواز سے بلند آواز سے۔

سوال 3: ذکر یا اہم پر حدیث مہدک سے کوئی دلیل پیش کریں؟

جواب: امام سید محمد رحمہ اللہ سے ۱۳۰۸ھ تک ہر سال ملاقات کی جاتی تھی۔

[مذیل: ۱]

{ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنْ أَصَلَّيْتَ بِكُنْزِ صَلَوةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فَصَلَّى فَلَمْ يَزَلْ يَقْرَأُ بِهَا (إِلَّا مِنْ مَرَّةٍ وَاحِدَةٍ) وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ حَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ

عَلْقَمَةَ قَالَ:

”لو جئتكم“ حضرت مقرر ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مہدویؒ نے ہم سے فرمایا کہ کیا تمہارے سامنے حضور ﷺ کی نماز چھوٹا نہیں ہے؟ آپ نے کہا: چھوٹا نہیں، لیکن اس میں سوائے بھی قرآن کے کچھ بھی نہیں تھا۔“

”کہا مقرر ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مہدویؒ نے ہم سے فرمایا کہ کیا تمہارے سامنے حضور ﷺ کی نماز چھوٹا نہیں ہے؟“

{ ترجمہ: ”لو جئتکم“ اگر میں تمہارے پاس آتا تو تمہاری نماز میں حضور ﷺ کی نماز چھوٹا نہیں ہوتی۔“}

فائدہ: یہ حدیث چند مقامات سے انتہائی قوی اور قابلِ بحث ہے۔ (۱): اس کے دواوی حضرت مہدویؒ نے ہم سے فرمایا کہ کیا تمہارے سامنے حضور ﷺ کی نماز چھوٹا نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں، لیکن اس میں سوائے بھی قرآن کے کچھ بھی نہیں تھا۔“ (۲): امام ترمذی نے اس حدیث کو ضعیف نہیں کہا بلکہ حسن کہا ہے۔ (۳): امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (۴): امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (۵): امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (۶): امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (۷): امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

[مذیل: ۲]

{ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: إِذَا صَلَّيْتَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ إِذَا صَلَّيْتَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ }

{ ترجمہ: ”اگر تو نماز کرے گا تو اللہ تعالیٰ سے راضی ہوگا۔“}

”لو جئتكم“ حضرت مقرر ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مہدویؒ نے ہم سے فرمایا کہ کیا تمہارے سامنے حضور ﷺ کی نماز چھوٹا نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں، لیکن اس میں سوائے بھی قرآن کے کچھ بھی نہیں تھا۔“

فائدہ: اس حدیث سے واضح ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (۱): امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (۲): امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (۳): امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (۴): امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (۵): امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (۶): امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (۷): امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

[مذیل: ۳]

امام خمینی نے شرح معانی الآثار میں حضرت مطہرؒ سے روایت کی کہ میں نے امیرالمومنینؑ سے عرض کیا کہ حضرت دہلؒ نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز کے شروع ہو کر آدھے کے وقت اور دیکھا کہ آٹھ بجے وقت ہوا تھا۔ تھے تو آپ نے جواب دیا:

{إِنْ كَانَ مِنَ الْوَلِيِّ أَوْ مِمَّنْ يُفْعَلُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ خُصِمَ سِتْرُ مَا لَا لَمْ يُفْعَلْ ذَلِكَ}

[شرح معانی الآثار، کتاب صلوات، باب شہرہ المکرر، ص ۱۰۷، ۱۰۸]

ترجمہ: ”اگر حضرت دہلؒ نے حضور ﷺ کو دیکھا یا حضور ﷺ کو شیخ برین کرتے دیکھا ہے تو مبراہت میں حضور ﷺ کو یہاں (۱) سرچہ شیخ برین نہ کرتے دیکھا ہے۔“

فائدہ: اس روایت سے یہ ثابت ہو گیا کہ شیخ برینؒ کی کہہ کر اور دیکھنے کے وقت شیخ برینؒ کی پہلے جا کر تھا لیکن بعد میں یہ تخمینہ ہو گیا کہ وہ کسی وجہ سے کہ صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے شیخ برینؒ نہ کرنے کی روایات بیان کی تھیں۔

سوال: ۳: سرچہ شیخ برینؒ پر کوئی عملی دلیل بتائی کریں؟

جواب: عمل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ کوہ میں شیخ برینؒ نہ ہو کیونکہ ایک روایت میں شیخ عطاءت پر بھی یہی بتائی ہے۔ (۱) غیر قرینہ (۲) کوہ (۳) کوہ

(۱) غیر قرینہ کے معنی سب کا اتفاق ہے کہ شیخ برینؒ نہ کریں گے۔ (۲) کوہ کی گھیریں کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ شیخ برینؒ نہ کریں گے، بلکہ کوہ کی گھیر کے بارے میں اختلاف ہے۔

سب یہ کہنا ہے کہ کوہ کی گھیر کی عطایت کی گھیر کے ساتھ ہے غیر قرینہ یا کوہ کے ساتھ۔ سب فرما کر کہنے سے معلوم ہوا کہ کوہ کی گھیر غیر قرینہ کی طرح نہیں ہے کیونکہ قرینہ قرینہ ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی بلکہ کوہ کی گھیر نہ ہے۔ اس کے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے۔ لہذا کوہ کی گھیر کی عطایت کوہ کی گھیر کے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ وہی نہت ہے اور کوہ کی گھیر کے ساتھ ہوتی نہیں لگاتے لگاتے۔ اس عطایت کو وجہ سے کہ کوہ میں بھی ہوتا تھا اسی تقاضا ہے۔

فی قاتلہ خلف الامام فی

سوال: ۱: قرآن و سنت کے مطابق امام کے پیچھے قرأت کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: امام کے پیچھے ہونے پر اگر قرأت کرنا مکروہ قرار ہے۔

سوال 2: قرآن مجیم سے کوئی دلیل پیش کریں؟

جواب: قرآن مجیم سے ایک حدیث کے علاوہ دلیل پیش کی جاتی ہے۔

[مطلوبہ: 1]

{وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ} [سورہ اعراف: 204]

ترجمہ: ”مومنو! قرآن مجسم کی تلاوت کی جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور سوالیہ دھڑکے پر خاموش رہنا چاہئے۔“

فائدہ: شروع اسلام میں نماز میں دلچسپی نہ تھی کہ نہ اور سنتی کا امام کے پیچھے قرأت کرتا جاوے گا کہ {فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا} [سورہ اعراف: 204] کے ساتھ بات چیت کا حکم منسوخ ہو گیا۔

اور سنتی کی قرأت مذکورہ آیت کے بعد سے حج قرار دے دی گئی لہذا وہ امام کے پیچھے جانے پر حج کر سنتی کا قرأت کرنا سنتی کے مطابق مکروہ قرار ہے۔

سوال 3: احادیث مبارکہ میں سے کون کونسی احادیث کے صحیح ہونے پر دلیل پیش کریں؟

جواب: احادیث مبارکہ میں سے 3 احادیث بطور دلیل پیش کی جاتی ہیں۔

[مطلوبہ: 1]

{عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَهُوَ فِيهِ»

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: لَا يَزِيدُ فِيهِ إِلَّا خَيْرٌ» [مسلم شریف: کتاب صلوٰۃ، باب من قرأ القرآن، ص 244]

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن نمیرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے روایت کی ہے کہ ﷺ نے فرمایا کہ امام کے ساتھ پاگل قرأت ہوا تو کچھ۔

فائدہ: اسی حدیث مبارکہ سے یہ باطل واضح ہوا کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کرنا صحابہ کرام کا طریقہ تھا۔

[مطلوبہ: 2]

{عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلَهُ بِهِ جَنَّةٌ مِمَّنْ لَا

أَنْ يَكُونَ فِيهَا إِلَّا نَجَافٌ» [ابن ماجہ: کتاب صلوٰۃ، باب من قرأ القرآن، ص 244]

[ابن ماجہ: کتاب صلوٰۃ، باب من قرأ القرآن، ص 244]

ترجمہ: ”حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی نماز پڑھے، اس میں سورۃ فاتحہ

شخص ہے اور اجماعت ہی شخص ہے۔ ہر رکعت تراویح اجماعی صواب کے خلاف ہے اور ہر ۲۰ نام جائز ہیں۔ سنی
جاہلین، اکثر یہاں اور ان کے خلفائے اہل اکبر (۷۵ سے ۷۵۰ء) تک سب کا تحقیق علیہ صواب کا اتفاق کیا اور
تحقیق دے کر ۲۰ تراویح ۲۰ رکعت ہی سنت ہے اور اجماعت ہی سنت ہے۔

سوال ۲: ۲۰ رکعت تراویح کے سنت ہونے پر چھٹگی واک ٹیٹل کریں؟

جواب: امام بیہق یہاں کہ میں سے ۱۵ احادیث الخور و کل ٹیٹل کی جاتی ہیں۔

[حدیث: ۱]

{ وَكَثُرَ الْجُلُمُ عَلَى مَا رَوَى عَنْ عَلِيٍّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَكَثُرَتْ فِي هَذِهِ قَوْلُ مَسْئِلَتَيْنِ الشَّيْخَيْنِ وَاتَّجِبَ الْخُتَابُ وَالشَّابِغِيُّ وَقَالَ
الشَّابِغِيُّ هَكَذَا الْفَرْكَ بِنْدُونَا مَكَّةَ يَنْصَلُّونَ عَشْرِينَ رَكْعَةً } [سنن بیہق ص ۱۰۷]

ترجمہ: ”حضرت امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے جو حضرت عمر ؓ
حضرت علی ؓ اور دیگر صحابہ کرام سے منقول ہے۔ یعنی ۲۰ رکعت تراویح اور یہی سلطان ثوری اور ابن شمار کہہ
امام ثاقبی ؓ فرمایا ہے امام ثاقبی فرماتے ہیں کہ میں نے کئی لوگوں کو ۲۰ رکعت تراویح پڑھتے ہی دیکھا
ہے۔“

فائدہ: امام ترمذی ؓ کی اس حدیث سے اہل جامع ہو گیا کہ ۲۰ رکعت تراویح پر صحابہ کرام
اور آل کما اجماع و اتفاق ہے۔

[حدیث: ۲]

{ عَنْ مَسْأَلَةِ ابْنِ تَيْمِيَّةَ ۞ قَالَ: قَالُوا: يَنْصَلُّونَ عَلَى عَشْرِينَ
الْخُتَابُ ۞ بِنِ شَيْخٍ ۞ مَسْئِلَتَيْنِ رَكْعَةً } [سنن بیہق ص ۱۰۷]

ترجمہ: ”حضرت صاحب ابن تیمیہ ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقی کے زمانہ میں ماہ
رمضان میں ۲۰ رکعت تراویح پڑھنے پر سب صحابہ کرام کا اتفاق ہو گیا۔“

فائدہ: امام بیہق فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے تمام روایتی لوگ ہیں اسی طرح یہ بات یاد رہے
کہ ۲۰ رکعت تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع ہو چکا ہے جو اس کا اہل ثوری سے فرمایا:

{ أَفَعَجِبْتُمْ عَلَىٰ أَن يَأْتِيَ الْفُلُوفُ بِعِيسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ } [مطابق مکتوبین]

”سچو کہ گرام کاس پر اترے اور وہ کاسے کی شکل رکھتے تو اس طرح ہوں گی۔“

[مطابق: ۱۵۶]

{ فَمَنْ يَزِيدُنِي ذِيْقَانًا ۖ أَنَا أَنَا قَالَ كَانَ النَّاسُ يَلْقَوْنَ عِيسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ فَقَالَ عِيسَىٰ ۖ

{ عِيسَىٰ بْنُ مَرْيَمَ } [مطابق: ۱۵۶]

[۱۵۶ نام: ایک: اب: ہوا: لی: قوم: عیسیٰ: ۱۵۶] [۱۵۶ نام: ایک: اب: ہوا: لی: قوم: عیسیٰ: ۱۵۶]

[۱۵۶ نام: ایک: اب: ہوا: لی: قوم: عیسیٰ: ۱۵۶]

فَالْقَوْمُ: فَمَنْ يَزِيدُنِي ذِيْقَانًا ۖ أَنَا أَنَا قَالَ كَانَ النَّاسُ يَلْقَوْنَ عِيسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ فَقَالَ عِيسَىٰ ۖ
 زائد ہوا کہ میں 20 رکعت تراویح کے تحت ہونے پر تمام صحابہ گرام کا اجتماع ہوا تھا تو عیسیٰ نے فرمایا کہ میں نے
 ہاتھ اڑا کر ہے اور جو صحابہ گرام کے اجتماع کو دیکھنے سے حیرت منہ ہو کر رہ گئے۔

سوال: 3: 20 رکعت تراویح پر کوئی حلقہ دیکھ لیں یا نہیں؟

جواب: تراویح ترویج کی طرح ہے جس کا معنی ہے تمام کو رات میں ترویج پڑھ کر رکعت کے بعد نام کہتے
 ہیں اور یہ کہ اگر کم از کم تین پر ہوا ہے اسے اب تین ترویجوں کے لیے کم از کم 16 رکعت ہونی چاہئیں بلکہ
 8 رکعت تراویح حلقہ طور پر بھی ثابت نہیں ہے۔

فی آئین آہستہ کہنا فی

سوال: 1: نماز میں سورۃ الفاتحہ کے بعد آئین آہستہ پڑھنا اور اسے کہنے کے بارے اسلام کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرآن کی مطابق ہر نماز میں پانچ نام پڑھنا اور اسے قرآن کریم کے آہستہ پڑھنے کی ضرورت ہے اور اگر ایسا
 حالت میں آئین آہستہ نہ ہو۔

سوال: 2: قرآن مجسم سے کوئی دیکھ لیں یا نہیں؟

جواب: قرآن مجسم سے 2 آیات بطور نکل لیں کی جاتی ہیں۔

[مطابق: 1]

{ أَفَعَجِبْتُمْ أَن يَأْتِيَ الْفُلُوفُ بِعِيسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ } [مطابق مکتوبین]

ترجمہ: ”اے نبی سے دعا کہ اگر مجھ پر جی سے اور آہستہ ہے۔“
 فائدہ: چونکہ میں ابھی ایک سال ہے لہذا اسے ابھی آہستہ کہنا چاہیے۔

[صلیہ: ۲]

[وَإِذَا سَأَلَكَ وَبَايَعْتَ غَيْرَ ثَلَاثِينَ لَمْ يَنْتِ أَحِبُّكَ وَغَيْرَ ذَلِكَ فَأَمَّا إِذَا سَأَلَكَ] (الترمذی ص ۳۳۲)
ترجمہ: ”اگر اسے محبوب یا چاہنے والے سے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو بے شک میں
 بہت نزدیک ہوں، لیکن اگر کسی اور کو پوچھا جائے تو اسے کہنا ہوں کہ وہ مجھ سے دور رہے۔“
 فائدہ: معلوم ہوا کہ کبھی کہہ رہے تھے کہ میں اس سے کی جانے کی رسم سے دور رہوں لہذا اُنھ
 سوال سے آہستہ ہوا کہ میں اس سے دور رہوں۔

سوال: 3: آہستہ میں کہتے پر چند احادیث پیش کیجیے؟
جواب: احادیث مبارکہ میں سے 2 احادیث اور مکمل پیش کی جاتی ہیں۔

[صلیہ: ۱]

[عَنْ وَائِلِ بْنِ خَنْزَلٍ قَالَ سَمِعْتُ زَيْنَبَ أُمَّ الْوَلَدِ قَالَتْ: [غَيْرِ الْمُغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْأَلُ عَنْهُمْ وَكَانَ يَسْأَلُ عَنْهُمْ وَكَانَ يَسْأَلُ عَنْهُمْ] (ترمذی ص ۳۳۲)
ترجمہ: ”عمرت وائل بن خنزلہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو سنا کہ آپ نے
 [غیر المغضوب علیہم] پر دعا تو آئین کہا اور اپنی آواز آہستہ کی۔“
 فائدہ: اس روایت کے راوی عمرت وائل بن خنزلہ سے ہیں مقتدر بن سنان سے ہیں اور روایت کو
 قبول کرتے ہیں مگر آہستہ میں کہتے ہیں ان کی روایت نہیں دیتے بلکہ ان کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ
 آئین آہستہ کہنا رسول ہے۔

[صلیہ: ۲]

[عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ [غَيْرِ الْمُغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْأَلُ عَنْهُمْ وَكَانَ يَسْأَلُ عَنْهُمْ وَكَانَ يَسْأَلُ عَنْهُمْ] (ترمذی ص ۳۳۲)
ترجمہ: ”اگر امام نے کہا کہ [غیر المغضوب علیہم] تو رسول ﷺ اس سے دعا کرتے ہیں اور اپنی آواز آہستہ کی۔“
 فائدہ: اس روایت کے راوی ابو ہریرہ سے ہیں مقتدر بن سنان سے ہیں اور روایت کو
 قبول کرتے ہیں مگر آہستہ میں کہتے ہیں ان کی روایت نہیں دیتے بلکہ ان کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ
 آئین آہستہ کہنا رسول ہے۔

[کتاب الفرائض: کتاب الفرائض، باب ہر المصروع والکف: ۱۰۰۰، علی بن ابی حمزہ: کتاب الفرائض، باب الفرائض والکف]

[۳۲، ۳۳]

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب نام [غیر المغضوب علیہم ولا الضالین] کے تو تم میں کوئی ایسا نہیں ہوگا جس کی میں فرشتوں کی میں کے سوا کسی اور کی قرآن کے کلمہ کو نام نہ کہتا ہوں دے دے جائیگا۔

فائدہ: اس حدیث میں مذکور ہے ثابت ہوا کہ جس کی میں فرشتوں میں ہوگی اس کے نام نہ کہتا ہوں دے دے جائیگا کے اور یہ بات ممکن ہے کہ فرشتے آج سے آج کے دن کے ہیں یا بعد آج کے دن کے ہیں۔

سوال: ۹۰: آئین آہستہ کہنے پر کوئی عمل رکھنا چاہیے؟

جواب: عمل کا کھانا بھی چاہیے کہ آئین آہستہ کہنے کے لیے کہنا کہ آئین قرآن کریم کی آیت کا ذکر بھی ہے، اسی لیے جو رکعت میں اسے لے کر پڑھتا ہے اور نہ ہی اسے قرآن حکیم میں لکھا گیا بلکہ یہ دعا ہے کہ لکھا گیا ہے اور نام ادا کرنے کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ آہستہ پڑھی جائیگی یا سہلے میں لکھا آہستہ پڑھی جائیگی۔

ق - مفاتیح معکونہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ
۱	تفسیر درمختصر	علامہ سید علی حسینی (۱۹۱۱ء)	قادیانہ، پاکستان
۲	تفسیر جلالین	علامہ سید علی حسینی و سید علی حسینی (۱۹۱۱ء)	کراچی، پاکستان
۳	تفسیر شان	علامہ سید علی حسینی (۱۹۱۱ء)	کراچی، پاکستان
۴	تفسیر کبیر	علامہ سید علی حسینی (۱۹۱۱ء)	کراچی، پاکستان
۵	تفسیر قرطبی	علامہ سید علی حسینی (۱۹۱۱ء)	کراچی، پاکستان
۶	تفسیر طبری	علامہ سید علی حسینی (۱۹۱۱ء)	کراچی، پاکستان
۷	تفسیر ابن عباس	علامہ سید علی حسینی (۱۹۱۱ء)	کراچی، پاکستان
۸	تفسیر کشاف	علامہ سید علی حسینی (۱۹۱۱ء)	کراچی، پاکستان
۹	تفسیر بیضاوی	علامہ سید علی حسینی (۱۹۱۱ء)	کراچی، پاکستان
۱۰	تفسیر روح المعانی	علامہ سید علی حسینی (۱۹۱۱ء)	کراچی، پاکستان

” حضرت مہدیؑ میں مسطور فرماتے ہیں کہ جس چیز کو مسطور کیا گیا ہے، اس میں وہ اللہ تعالیٰ کے کردار کی ایک کاپی ہے اور جس کام کو انسانوں نے کیا ہے، اس میں وہ اللہ تعالیٰ کے کردار کی ایک کاپی ہے۔ ” یہ حدیث صحیحہ ہے۔

[2] (عن سلمان فقال: وشيئ من الله: فقال: لا شيء من كتابه ولا من خلقه ولا من خلقه ولا من خلقه ولا من خلقه) هذا الحديث صحيح.

[مترجم: یہ حدیث صحیحہ ہے اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے، اس میں وہ اللہ تعالیٰ کے کردار کی ایک کاپی ہے اور جس کام کو انسانوں نے کیا ہے، اس میں وہ اللہ تعالیٰ کے کردار کی ایک کاپی ہے۔] (ابن ماجہ، ۱۰۰۰) (ابن ماجہ، ۱۰۰۰) (ابن ماجہ، ۱۰۰۰)

” رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حال وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حال قرار دیا اور وہ حال وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حال قرار دیا اور وہ حال وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حال قرار دیا۔ ”

[3] (عن ابن الخطاب: قال: قال: وشيئ من الله: لا شيء من كتابه ولا من خلقه ولا من خلقه ولا من خلقه ولا من خلقه) هذا الحديث صحيح.

” رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب میں حال قرار دیا اور وہ حال وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حال قرار دیا اور وہ حال وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حال قرار دیا۔ ”

حضرت قاریؒ نے فرمایا:

” اس حدیث میں جو کچھ مذکور ہے، اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حال قرار دیا اور وہ حال وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حال قرار دیا اور وہ حال وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حال قرار دیا۔ ”

[ابن ماجہ، ۱۰۰۰] (ابن ماجہ، ۱۰۰۰) (ابن ماجہ، ۱۰۰۰)

لہذا اگرچہ اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حال قرار دیا اور وہ حال وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حال قرار دیا اور وہ حال وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حال قرار دیا۔ ”

اور یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حال قرار دیا اور وہ حال وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حال قرار دیا اور وہ حال وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حال قرار دیا۔ ”

حلال و حرام جاننے کا قاعدہ

کسی بھی کام کی حالت درست جاننے کا اصول و قاعدہ یہ ہے کہ یہ وہ کام جو ہمہ رسالت اور ہمہ صحابہ کرام میں نہ تھا اور جس کے لوگوں نے کسی ضرورت کے تحت اس کو ایسا کرنا تو اسے قرآن و سنت پر مبنی کر لیا مگر قرآن و سنت نے کسی بھی لحاظ سے اسے ناجائز و حرام کہا ہے تو وہ ناجائز و حرام ہے لیکن اگر قرآن و سنت اس کو ناجائز کہنے کے بارے میں خاموش ہیں تو پھر مذکورہ حدیث پاک کے مطابق احکامات کچلے سوال ہے اور لوگوں کو اس معاملے میں بحث کرنے سے باز رکھنا کہ ہم ﷺ نے صحیح فرمایا ہے۔

لہذا اب اگر آپ نے ”عقائد کھونٹو“ میں مذکور اچھے اعمال و صلاحات میں سے کوئی ایک لیا اور کسی دوسرے فرد نے اسے خلاف کر دیا کہ میرا دھننا، انگوٹھے چھٹا، دلیوں کا ویل چلنا کرنا، عورت کی حاضری میں ناہارنا ایسا لیا تو آپ بطور سب اعمال پر مہر ہے تو حرام ہے تو آپ پر چٹان نہیں پڑے آپ کو ان امور کے ناجائز و حلال جاننے پر بالکل بے پے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آپ اسے خلاف کرنے والے سے نفرت رکھیں کہ وہ ان امور کے حرام ہونا چاہتے ہیں یا کوئی دھننا شرعی چلانی کرے کیونکہ ہم شیخ و اقتدار کے حقوق امور کے مطابق ہر چیز اصل کے لحاظ سے حلال ہے اور حرام ہونا چاہتے ہیں لیکن جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اسے حرام قرار نہ دیں۔

اسلئے اگر وہ کہے کہ قندیل دھن دھن کے حرام ہونا چاہتے ہیں تو قرآن و سنت میں کبھی بھی ذکر نہیں ہے اور اسی یہ بات درست ہے تو پھر کہیں کہ جس کا اکثر قرآن و سنت نے حرام ہونا ذکر نہیں کیا لیکن وہ ہم شیخ و اقتدار کے مطابق ناجائز و حرام ہونا ہے اسلئے جب حق آجائے تو اسے تسلیم کرنا چاہئے ورنہ حضور اکرم ﷺ نے ان امور میں کمالیہ رسول ﷺ نے حلال و حرام کی نرسہ میں جان نہیں لیا بلکہ لاشعری کی روکے بارے میں بحث کرنے سے صحیح فرمایا ہے اسلئے اگر وہ بحث سے کہہ لگے حق و باطل کو تسلیم کر دے کہ اسی میں بھلائی ہے۔